راحت جبیں

دل اسی پہ اڑی ہے

"اف! میں کتنی سگھڑ ہوں۔"

جہازی سائز پلیٹ میں فرنچ فرائز کے پہاڑ اور خوشبودار کافی کے بھاپ اڑاتے مگ کو خوش ہو کر دیکھتے ہوئے اس نے بے اختیار خود کو داد دی تھی۔

"میں واقعی بہت سگھڑ اور خوب صورت ہوں۔ کیا ہوا جو باسط اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ نہ کرے۔ آئی ڈونٹ کیئر سب کے سب جیلس ہوتے ہیں مگر

مکمل ناول

کافی کی چسکی لیتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر ار
دیکھا۔ چھوٹے سے سفید دیواروں اور سرخ ڈھلو
چھت والے کاٹیج پر خاموشی کا راج تھا۔ چھوٹا سا
سبز و شاداب لان میں سرخ جنگلی گلاب اور مو
سفید پھولوں کی بہتات تھی۔ مگر ہر چیز سناٹے کی ز
چپ اور گم صم تھی۔ دور پہاڑوں پر گویا سونا پگھل
تھا۔ افق کے کنارے میں شام کے آخری لمحات
رہے تھے' نگاہوں کے سامنے دور تک جاتا ڈھلو
رستہ جنگل و خودرو پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔

"یہاں اور ہے کون میرے سوا۔ نہ کوئی آتا ہے
جاتا۔ اوکے کوئی مت آئے۔ مگر اللہ میاں جی۔ ا
ٹام کروز کو تو یہاں کا رستہ سمجھا دیں۔ نجانے کہا
بھٹک رہا ہے۔ منگنی کروا کے موصوف بھول ہی گ
ہیں۔ نہ کبھی کوئی کارڈ بھیجا' نہ کوئی ای میل کیا۔ ف
کی تو بات ہی جانے دو۔ لگتا ہے، بہت بھونڈی آواز
اور ماما کو دیکھو ایک تصویر پر ٹرخا دیا۔ بھلا تصویر
ہوتا ہے۔ بھلے دس سال پرانی ہو۔ مجھے بھی اتنا غ
آیا کہ پکڑ کر باسط کو تھما دی اور وہ بھی اتنا ڈھیٹ
مجال ہے جو واپس کر دے۔ اب اپنے منہ سے مانگ
اچھی لگوں گی۔ بندہ خود ہی سوچ لے۔ مگر عقل نام
تو کوئی چیز ہی نہیں اس بانگڑو میں اور ماما پاپا انہیں
میری ذرا پروا نہیں۔

آخری جملہ ذرا جھنجلا کر کہا گیا تھا۔

"مانا کہ تمہیں لڑنے کا بہت شوق ہے مگر یہ چل
ہواؤں سے لڑنا کب سے شروع کر دیا تم نے؟" آوا
کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے کافی کا مگ بھی غائب

ہوا تھا۔

"سنو! اس وقت مجھ سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ میں سخت غصے میں ہوں۔" اس نے جھنجلا کر پاؤں سمیٹے۔

"تم کب غصے میں نہیں ہوتیں۔ غصہ تو ہر وقت تمہاری اس پھینی ناک پر دھرا رہتا ہے۔"

وہ عین اس کے سامنے بیٹھ کر فریج فرائز پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"اپنی شکل دیکھی ہے۔ چہرے پر سوائے ناک کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔" وہ بری طرح چڑ گئی۔

"جیسا بھی ہوں، تمہارے اس جنید احتشام سے زیادہ خوب صورت ہوں۔ ویسے سنا ہے موصوف خاصے سخت بندے ہیں۔" باسط لاپروائی سے بولا

"میری بلا سے۔" جنید احتشام کے نام نے اسے پھر تپا دیا۔

"ہیں!" باسط قدرے حیرت سے سیدھا ہوا۔ "او بی بی! تمہارا مستقبل وابستہ ہے اس سے۔ اس کی کامیابی پر تمہیں خوش ہونا چاہیے۔"

"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بالکل ویسے جیسے وہ کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

باسط نے قدرے غور سے اسے دیکھا۔

بلیک ٹراؤزر، کلر فل سی شرٹ پر بلیک اسکارف گلے میں ڈالے وہ ہمیشہ سے زیادہ جھنجلائی ہوئی اور بے زار دکھائی دیتی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" وہ باسط کی بہت اچھی دوست اور کزن تھی۔

"میں فارغ رہ رہ کر اکتا گئی ہوں باسط۔" وہ گھاس اکھیڑتے ہوئے بولی تھی۔

"تو اب شادی کرنا چاہتی ہو۔"

"جسٹ شٹ اپ۔" رابیل اسے گھور کر رہ گئی۔

"تو پھر؟"

"باسط! یہ جنید احتشام کچھ عجیب سا نہیں ہے۔"

"کچھ، وہ بہت عجیب و غریب انسان ہے۔ تب ہی تو تم سے منگنی کروا بیٹھا ہے۔" باسط سرہلاتے ہوئے بولا۔

"اس نے کبھی مجھے فون نہیں کیا۔ بندہ کوئی وش کارڈ ہی ڈال دے۔ بھلا اپنی منگیتر کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرتا ہے۔" رابیل کا لہجہ مایوس سا تھا۔

"پتا نہیں۔" باسط نے کندھے اچکائے۔

"کیا مطلب؟" رابیل نے گھورا تو فوراً بات بدل کر بولا۔

"یار! میری کون سی منگیتر ہے؟"

"ہونے والی تو ہے نا۔" رابیل نے کہا۔ باسط کی عنقریب منگنی اپنی کسی دور کی کزن کے ساتھ ہونے والی تھی۔

"ہو جائے گی نا۔ تب بتاؤں گا۔" باسط نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"سنو باسط!" کچھ سوچ کر اس نے پکارا۔

"باسط! بہرہ نہیں ہوا۔ بالکل سن رہا ہے۔" وہ کان میں انگلی چلا کر بولا۔

"تمہارے پاس تصویر تھی نا۔" رابیل نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"کس کی، تمہاری؟ تمہاری تو بہت سی تصویریں ہیں میرے پاس بچپن سے لے کر اب تک کی۔" اسے بخوبی علم تھا کہ وہ کس تصویر کی بات کر رہی تھی۔ مگر یونہی بن رہا تھا۔

"اف وہ! میں اپنی تصویر کی بات نہیں کر رہی۔" وہ جھنجلائی۔

"تو پھر میری تصویر کی بات کر رہی ہو۔"

"نہیں نا....."

"تو کیا امی....."

"جسٹ شٹ اپ۔ میں جنید احتشام کی اس تصویر کی بات کر رہی ہوں۔ جو میں نے تمہیں غصے میں دی تھی۔" اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔

"تم نے ٹھیک کہا۔ وہ تصویر ہی ایسی ہے۔ دیکھتے ہی غصہ آجاتا ہے۔" باسط نے لاپروائی سے کہا تو وہ چڑ گئی۔

"میں نے اس تصویر پر تبصرہ کرنے کو نہیں کہا۔"

"تو پھر....؟"

"مجھے وہ تصویر واپس چاہیے۔" اب کے وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ تو باسط کے لب بے اختیار پھیلے۔

"واپس کر کے نئی منگوانی ہے۔" اس نے راز داری سے پوچھا۔

"تمہیں اس سے مطلب؟ تم واپس کرو اور بس۔"

"وہ۔" باسط نے سوچتے ہوئے سرہلایا۔ "پتا نہیں میں نے کہاں رکھ دی ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" رابیل اچھل ہی تو پڑی۔

"بھئی، اتنی پرانی بات ہے۔ کہیں رکھی تو تھی۔ اب یاد نہیں آرہا۔"

"صرف چھ ماہ گزرے ہیں۔" وہ تنک کر بولی۔

"ہاں۔ اچھا میں دیکھوں گا۔ مل گئی تو دے دوں گا۔" اس نے گویا بات ختم کی۔

"مل گئی تو کیا مطلب ہے.....؟"

"رابیل جانو! تمہاری کسی فرینڈ کا فون ہے۔" ماما نے باہر آتے ہوئے بتایا۔ تب ہی ان کی نگاہ باسط پر پڑی۔

"ارے باسط بیٹا! تم کب آئے؟"

"اب ہی آنٹی!" وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بہت اچھے وقت پر آئے ہو۔" انہوں نے خوش ہو کر بتایا۔ "میں نے سندھی بریانی بنوائی ہے۔"

"ویری گڈ....." وہ ان کے ہمراہ کچن کی طرف چلا تھا۔ رابیل کو مجبوراً فون سننے کے لیے اٹھنا پڑا۔

♥ ♡ ♡ ♥

دبیز قالین پر ادھر ادھر بکھرے ڈھیر سارے کشنز کے درمیان آلتی پالتی مارے وہ ٹی وی اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ بائیں ہاتھ میں تھاما ریموٹ کنٹرول مسلسل حرکت کر رہا تھا۔ جبکہ دایاں ہاتھ اور منہ مسلسل حرکت میں تھا اور پلیٹ میں رکھے کاجو اور تلی ہوئی نمکین مونگ پھلی کے ڈھیر میں کمی واقع ہو رہی تھی۔ اسکرین پر ہر بدلتے سین کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر شوق، اشتیاق اور جوش کے تاثرات نمایاں ہو رہے تھے۔

تب ہی لاؤنج میں رکھے فون نے اس کے انہماک میں خلل ڈال دیا۔

"ماما سن لیں گی۔" اس نے گویا خود سے کہا تھا۔ مگر تیسری اور چوتھی بیل کے بعد بھی کسی نے فون ریسیو کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی تو اس نے جھنجلا کر گل بی بی کو پکارا۔

"گل بی بی! خدارا اٹھ کر فون سن لیں اور اگر میرا پوچھے تو کہہ دینا گھر پر نہیں ہوں۔" آواز ہلکی کرتے ہوئے اس نے پکار کر کہا۔ مگر جواب ندارد تھا۔ اور فون کرنے والا ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔

"کیا مصیبت ہے؟" ریموٹ کنٹرول پٹخ کر وہ ننگے پاؤں باہر نکل آئی۔ سیڑھیوں کے اوپر سے فون سیٹ کو بری طرح گھورا۔

"نجانے کون احمق ہے۔ اب تک تو اسے سمجھ جانا چاہیے تھا کہ گھر پر کوئی نہیں۔ ہیلو۔"

"تھینک گاڈ۔"

"مجھے معلوم تھا، تمہارے سوا کوئی اور ہو نہیں سکتا۔" وہ منہ بنا کر قریب ہی صوفہ چیئر پر بیٹھ گئی۔ باسط ہنس دیا۔

"دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔"

"تو ڈیئر کزن! تم سے زیادہ بے وقوف اس دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں۔"

"تھینک یو عقل مند تو بس آپ ہی پیدا ہوئی ہیں۔"

"تو ڈاؤٹ۔" رابیل اترائی۔

"خوش فہم منہ کے بل گرتے ہیں۔" باسط نے چھیڑا۔

"تم کتنی بار گرے....؟" رابیل برجستہ بولی۔

"او ہو! لوگوں کو بولنا بھی آگیا۔" باسط کا لہجہ مذاق اڑاتا ہوا تھا۔

"اچھا! جلدی بولو! کیا کام ہے۔ میں اس وقت

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

مصروف ہوں۔" وہ اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولی تھی۔
"کون سی فلم دیکھ رہی ہو۔؟"
"تمہیں کیسے پتا چلا۔" وہ حیران ہوئی۔
"مجھے تمہاری ساری روٹین ازبر ہو چکی ہے رابیل ڈیر۔"
"اسٹوارٹ لٹل۔" اس نے فلم کا نام بتایا۔
"تم اب بھی بچوں والی موویز دیکھتی ہو۔ اوہ! گاڈ بلی کے چوہے کے کمالات دیکھ کر خوش ہو جاتی ہو۔ یار میں تو پریشان ہو گیا ہوں تمہارے مستقبل کے بارے میں۔ کیا کرے گا تمہارا وہ پرنس۔" باسط متفکر لہجے میں کہہ رہا تھا۔
"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اوکے۔ اب بتاؤ کہ فون کیوں کیا۔" رابیل تنک کر بولی۔
"آئی ول کل یو رابیل مراد۔" وہ ایک دم لہجہ بدل کر بولا تھا۔ رابیل نے حیرت سے ریسیور کو گھورا۔
"آئی تھنک اس لہجے میں تم صرف اپنی اس پرنس سے بات کیا کرو۔"
"جسٹ شٹ اپ۔ تمہیں اس وقت میرے گھر ہونا چاہیے تھا۔"
"کیوں بھئی۔ میرا گھر اس وقت کرہ ارض سے غائب ہونے والا ہے۔" رابیل مسکرائی۔
"رابیل! تم نے مجھ سے پرامس کیا تھا کہ شام میں میرے ساتھ مارکیٹ جاؤ گی۔" باسط نے یاد دہانی کرائی۔
"میں نے کب کیا تھا۔ نہیں نا۔" کس قدر معصومیت تھی اس کے لہجے میں۔ سامنے ہوتی تو باسط اس کا حشر کر دیتا۔
"تم پھر بھول گئی ہو۔" وہ دانت کچکچا کر بول رہا تھا۔
"میری یادداشت اتنی بھی کمزور نہیں۔ مگر تم سے پرامس۔" وہ یکسر فراموش کر بیٹھی تھی۔ کن پٹی پر انگلی بجاتے ہوئے سوچنے لگی۔
"میرے لیے یہ نئی بات نہیں۔ تم پندرہ منٹ میں مجھے "سہیل اسنیک بار" کے سیکنڈ فلور پر ملو۔"
"مسئلہ کیا ہے؟" وہ باہر نکلنے کے موڈ میں نہیں تھی۔
"تانیہ کا برتھ ڈے ہے۔ مجھے اس کے لیے گفٹ خریدنا ہے۔" باسط نے بتایا۔
"تو خرید لو نا جا کر۔" وہ قدرے سستی سے بولی۔ باسط کو غصہ آیا مگر ضبط کر کے بولا۔
"مجھے لڑکیوں کی شاپنگ کا کوئی تجربہ نہیں۔"
"جھوٹ مت بولو۔" رابیل ہنسی۔
"تم فضول مت بولو۔ میں بہت شریف لڑکا ہوں۔" باسط نے ڈانٹا۔
"یقین کرنے کو دل نہیں کرتا۔ مگر چلو۔" اس نے کندھے اچکائے۔
"تو تم آ رہی ہو۔" باسط کو کام نکلوانا تھا۔ سو اس کا لہجہ وانداز برداشت کرنا ہی تھا۔
"باسط! ماما بھی گھر پر نہیں ہیں شاید۔" رابیل نے اپنی مجبوری بتائی۔
"میں تمہیں آئس کریم کھلاؤں گا۔" باسط نے گویا لالچ دیا۔
"ماما نے آئس کریم کھانے سے سختی سے منع کیا ہے۔" دل تو للچایا۔ مگر وہ بے نیازی دکھا گئی۔
"او یو ماما زگرل! ان کو بتائے گا کون۔"
"میرا گلا۔ جو ذرا ٹھنڈی چیز کھاتے ہی بیٹھ جاتا ہے۔" رابیل نے افسوس سے بتایا۔ ماما نے آئس کریم کا داخلہ گھر میں بھی بند کر دیا تھا۔
"اس کو کھڑا کر دیں گے۔ تم آؤ تو۔"
"باسط!"
"میری کوئی بہن ہوتی نا۔ تو کبھی ضد نہ کرتی نہ ہی اتنی منتیں کرواتی۔" وہ قدرے سنجیدہ لہجے میں بولا تو رابیل ہنس دی۔
"مجھے اموشنل کرنے کی ضرورت نہیں باسط! میں آ رہی ہوں۔" جذباتی تو وہ ہو گئی تھی۔ باسط مسکرا دیا۔
"تھینک یو رابیل! ان فیکٹ مجھے اپنی چوائس پر بھروسا نہیں۔"
"اس بات کا اندازہ تمہاری تانیہ کو دیکھ کر بخوبی ہو جائے گا۔" وہ آرام سے بولی۔

"شٹ اپ۔ تمہارے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں۔" باسط نے ہنستے ہوئے فون بند کیا تھا۔
رابیل نے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ کنٹرول وہیں چھوڑا۔ اور گل بی بی کو پکارتی ہوئی دھڑ دھڑ سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے میں گئی۔ بال برش کر کے بینڈ میں جکڑے۔ شو ریک سے جوتے نکالے اور شرٹ کی سلوٹیں ہاتھ سے نکالتی اسی رفتار سے نیچے آئی تھی۔
"گل بی بی! میں ذرا۔ اوہ ممی السلام علیکم۔" ممی کو دیکھ کر وہ صوفے کے پاس رکی تھی۔ ممی نے پرس ٹیبل پر رکھا اور اس کی طرف دیکھ کر ذرا سا مسکرائیں۔
"بہت جلدی میں ہو۔"
"ممی! وہ باسط کے ساتھ جا رہی ہوں۔ اسے تانیہ کے لیے کچھ خریدنا ہے۔ بس ذرا مارکیٹ تک۔"
"کتنی بار کہا ہے اتنے رف حلیے میں مارکیٹ مت جایا کرو۔" ممی نے سر تاپا اسے دیکھا۔
"ممی! دیر ہو جائے گی تو باسط خفا ہو گا۔" وہ قدرے بے چارگی سے بولی۔
"اوکے۔" ممی مسکرا دیں۔ "ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتی ہے تمہاری جنریشن تو۔"
"اوکے ممی بائے۔" وہ انہیں پیار کرتے ہوئے باہر کی طرف لپکی۔ پھر دروازے میں رک کر پلٹی۔
"اب کیا ہوا؟"
"وہ ممی۔ گاڑی مل جائے گی۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ ممی نے اسے گھور کر دیکھا۔
"پلیز۔" وہ ملتجی لہجے میں بولی۔
"اوکے مگر بہت دھیان سے۔ یہاں کے اونچے نیچے راستوں پر ڈرائیونگ کا تجربہ نہیں ہے تمہیں۔" انہوں نے تنبیہی انداز میں کہہ کر چابی اس کی طرف بڑھادی۔
"تھینک یو مام۔ یو آر سو سویٹ۔" اس نے جھٹ چابی مٹھی میں دبوچی تو وہ رابیل کو جلد آنے کا کہہ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔ دس منٹ میں وہ مقررہ اسنیک بار کے سامنے تھی۔ اپنی ہی دھن میں

وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ اب نجانے وہ بے خبر تھی کہ سامنے والا اندھا عین سیڑھیوں کے موڑ پر زبردست تصادم ہوا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر دو سیڑھیاں نیچے آئی۔ مزید سڑک پر پڑی ہوتی جب اک مضبوط ہاتھ نے اسے بازو سے تھام کر سنبھالا تھا۔
"اندھے ہو۔" حواس بحال ہوتے ہی وہ الٹ ہی تو پڑی۔
"نہیں بفضل خدا دو خوب صورت آنکھیں رکھتا ہوں۔" مقابل نے قدرے خفا ہو کر اطلاع دی تھی۔
"تو کیا آنکھیں بند کر کے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔" پیشانی کو مسلتے ہوئے اس نے ہاتھ سے نکل جانے والی چین کو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ تب ہی اس کی نگاہوں کے سامنے ہتھیلی پھیلی۔ رابیل نے ہتھیلی پر دھری کی چین اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر مٹھی بند ہو کر سامنے سے ہٹ گئی تھی۔
"ارے یہ کیا حرکت ہے۔" رابیل نے تپ کر سر اٹھایا اور مقابل کو بری طرح گھورنے کی کوشش کی۔ اس کے تپے تپے چہرے پر نظر پڑتے ہی مقابل کی سیاہ آنکھوں کی شفاف سطح پر تحیر جاگا۔
"ارے!۔" بے اختیار اس کے منہ سے نکلا تھا۔
"یہ کیا حرکت ہے، چابی دیں۔" رابیل کو غصہ ہی تو آ گیا۔ صبیح پیشانی پر اک شکن انگڑائی لے کر جاگی تھی۔
"تم، تم بیلا ہو نا!" اس کے تحیر آمیز لہجے میں اشتیاق تھا۔
"جی نہیں۔" رابیل نے سختی سے کہا۔
"تم بیلا ہی ہو۔" وہ دو قدم اتر کر اس کے مقابل آ گیا۔
"ارے خوامخواہ ہی۔" رابیل نے عین سامنے کھڑے اس لمبے چوڑے وجود کو بے اختیار گھورا تھا۔
"میں نے تمہیں پہچان لیا ہے بیلا۔!" رابیل کے گھورنے کا کوئی اثر ہی نہ تھا۔ وہ تپ اٹھی۔
"مسٹر! تم خوامخواہ فری ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔ چابی دو۔" رابیل کے لہجے میں سختی در آئی تھی۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"چابی۔" اس نے ایک نظر چابی کو دیکھا اور پھر دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر مزید پھیل کر کھڑا ہو گیا۔ سیڑھیاں یوں بھی تنگ تھیں۔ راستہ بالکل ہی بلاک ہو گیا۔ اس کے وجود سے پھوٹتی شنیل کی مہک رابیل کے آس پاس ہی منڈلائی۔ اک ہلکے سے خوف نے اسے گھیر لیا۔

"یا اللہ! یہ زیادہ بدتمیزی نہ کر بیٹھے۔ ذرا اسٹرونگ بنو۔ اوپر باسط بھی تو موجود ہو گا۔" اس نے خود کو تسلی دی۔ مگر دوسرے پل خیال آیا اگر باسط نہ آیا ہوا تو۔

"نہیں آیا تو آ جائے گا اور پھر یہ پبلک پلیس ہے۔" وہ گویا اس کے چہرے پر اترتے ہر رنگ کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور پڑھ رہا تھا۔ بہت دھیرے سے مسکرایا۔ پھر چٹکی اس کی آنکھوں کے سامنے بجا کر پوچھنے لگا۔

"کیا سوچ رہی ہو بیلا؟"

"دیکھو میں کوئی بیلا ویلا نہیں ہوں۔ چابی دو اور میرا راستہ چھوڑ دو۔" وہ سنبھل کر غصے سے گویا ہوئی۔ چابی چھوڑ کر جا بھی نہیں سکتی تھی ورنہ گاڑی سے ہاتھ دھونے پڑتے۔

"چابی تو میں دے دوں گا اور راستہ بھی چھوڑنا پڑے گا کہ بہرحال یہ جگہ میری ملکیت تو نہیں ہے۔" وہ چابی کی نوک سے سر کھجاتے ہوئے بولا۔ "مگر پہلے تم مان لو کہ تم ــــ"

"خواہ مخواہ ہی مان لوں۔ جب میں بیلا نہیں ہوں تو نہیں ہوں۔" وہ جھنجلا کر تیز لہجے میں چیخی۔ عجیب سر پھرا انسان تھا۔

"تو پھر کون ہو؟" اپنی پُرشوق نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑ کر وہ بڑے دوستانہ انداز میں یوں پوچھنے لگا۔ جیسے وہ فٹ سے اپنا پورا بائیو ڈیٹا اس کے سامنے رکھ دے گی۔

"جو کوئی بھی ہوں۔ مگر اس طرح بدتمیزی کرنے والے کا منہ توڑ سکتی ہوں۔"

رابیل نے غضب ناک ہو کر دھمکی دی۔ غصے کی شدت سے گلابی رنگت سرخ ہو رہی تھی اسے یوں لگا جیسے برفاب پہاڑوں پر آگ دہک اٹھی ہو۔

"اچھا!" اس نے بڑی دلچسپی سے رابیل کے اس روپ کو دیکھا۔ پھر گرل پر ہاتھ ٹکا کر بہت اطمینان سے بولا تھا۔ "چلو! آج یہ شوق بھی پورا کر لو۔"

رابیل ایک پل کو شاکڈ رہ گئی۔

"آر یو میڈ۔۔؟" اب کے وہ سچ مچ خوفزدہ ہوئی تھی۔ اس نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا۔ مگر ساری سیڑھیاں ویران پڑی تھیں۔ موسم خراب ہونے کی بنا پر زیادہ رش بھی نہ تھا۔

"تھا تو نہیں، ہو گیا ہوں۔" اس کی گہری آنکھوں میں ایک پل کو چمک سی ابھری۔

رابیل سر تھام کر رہ گئی۔ اب اس ڈھیٹ اور کسی حد تک خطرناک شخص کا وہ کیا علاج کرتی۔ اوپر جا نہیں سکتی تھی کہ راستہ ہی بلاک تھا۔ اب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ واپس پلٹ جاتی۔

"اچھا اگر تم مان لو کہ تم بیلا۔"

"او وہ یو شٹ اپ۔"

"اف۔" اس نے قدرے خفگی سے رابیل کو دیکھا۔ "لو پکڑو۔ ایک دم جنگلی بلی ہو تم۔" چابی اس کی ہتھیلی پر پٹخ کر وہ دو سیڑھیاں اترتا وہ دائیں طرف غائب ہو گیا تھا۔

"واٹ۔" رابیل نے پہلے ہاتھ پر دھری چابی اور پھر پلٹ کر اس دراز قد نوجوان کو دیکھنے کی کوشش کی کس آرام سے وہ اسے جنگلی بلی قرار دے گیا تھا۔

"اسٹوپڈ!" وہ جھنجلا کر اوپر آئی۔ باسط میز پر انگلیاں بجاتے ہوئے گلاس ونڈو سے باہر جھانک رہا تھا۔ دور پہاڑوں پر بادلوں کے رتھ اتر رہے تھے۔ اسے دیکھتے ہی بول اٹھا۔

"کہاں رہ گئی تھیں۔ کب سے تمہاری گاڑی دیکھ رہا ہوں۔ روڈ سے یہاں تک کا فاصلہ اتنا زیادہ تو نہیں۔ کیا سیڑھیوں پر چپک گئی تھیں۔"

"تو آ کر دیکھ نہیں سکتے تھے۔" رابیل الٹ ہی تو پڑی۔

"کیا ہو گیا؟" وہ قدرے حیران ہو کر دیکھنے لگا۔

"وہ اسٹوپڈ وہاں میرا رستہ روکے کھڑا تھا۔" رابیل نے جھنجلا کر شولڈر بیگ ٹیبل پر رکھا۔

"کون؟" باسط کی تیوری پر بل پڑ گئے۔

"تھا کوئی احمق۔ کہتا تھا کہ میں بیلا ہوں۔"

"کون بیلا؟"

"اُفوہ! مجھے کیا معلوم۔" پھر باسط کے تیور دیکھ کر قدرے سنبھلتے ہوئے بولی تھی۔ "ہو گی اس کی کوئی رشتے دار۔ غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے۔ اینی وے۔" اس نے سر جھٹکا۔ "بتاؤ خریدنا ہے کچھ۔؟"

"ظاہر ہے' اسی لیے بلوایا ہے۔" باسط نے ویٹر کو اشارہ کیا۔ اس نے فوراً ان کے سامنے آئس کریم سروکی تھی۔

"اتنی سردی میں مرواؤ گے باسط۔" دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتے ہوئے اس نے آئس کریم کے پیالے میں جھانکا۔

"تو تم مت لو۔"

"بکواس نہیں کرو۔" رابیل ہنس دی۔ "ویسے باسط! مجھے کوئی تجربہ نہیں۔ ہونے والی منگیتر کو کیسا گفٹ دیا جاتا ہے۔"

"میری بھی پہلی ہونے والی منگیتر ہے۔ بائی دا وے۔ جنید صاحب نے تمہیں کبھی کوئی گفٹ نہیں دیا۔" وہ اس کی طرف جھکتے ہوئے قدرے رازدارانہ انداز میں پوچھنے لگا۔ رابیل کا منہ بن گیا۔

"مہا کنجوس لگتا ہے وہ بندہ۔ پتا نہیں ممی نے اس میں کیا دیکھ لیا۔"

"کچھ نہ کچھ تو دیکھا ہو گا۔"

"کتنی عجیب بات ہے۔ ہماری منگنی ہو گئی ہے اور میں اس سے کبھی ملی ہی نہیں۔" رابیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہو جاتا ہے ایسا۔ تمہارا ملنے کو دل کرتا ہے۔ فکر نہیں کرو۔ کروا دیں گے ایک ملاقات۔"

"مجھے ضرورت نہیں۔ جب اسے پروا نہیں تو ــــ ایسا روکھا پھیکا فیانسی بھی کسی کا ہو گا۔" وہ خاصی مایوس تھی۔

"ہاں سنا ہے۔ خاصے پراؤڈ ہیں موصوف۔"

"چھوڑو اس کو اور چلو۔ دیر ہو گئی تو ممی کلاس لے لیں گی۔"

رابیل نے کہا اور آئس کریم ختم ہونے تک وہ دونوں کوئی فیصلہ نہیں کر سکے کہ انہیں خریدنا کیا ہے۔

"آئی تھنک ـ مارکیٹ کا چکر لگاتے ہوئے "شکیل گفٹ سینٹر" تک چلتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ تو مل ہی جائے گا تمہاری اس پرنسس کے لیے۔"

"تم ابھی تک تانیہ سے ملی بھی نہیں ہو۔" باسط نے والٹ نکالا۔

"اب منگنی ہونے تک تم نے اسے چھپا کر رکھنے کا ارادہ کر رکھا ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔" رابیل نے کندھے اچکائے۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ تمہیں جلد ہی ملواؤں گا۔" باسط مسکرایا۔

مختلف سجی سجائی گفٹ شاپس میں جھانکتے ہوئے موضوعِ گفتگو تانیہ کی ذات ہی تھی۔

"بس۔" شکیل گفٹ سینٹر کے عین سامنے رابیل کے قدموں کو بریک لگ گئے۔ "جو کچھ بھی لینا ہے یہیں سے لو۔"

"مگر میں لوں کیا؟" بہت دیر تک کئی چیزیں دیکھنے اور رد کرنے کے بعد باسط نے جھنجلا کر پوچھا تھا۔

"پرفیوم لے لو۔" رابیل نے کارڈز الٹ پلٹ کرتے ہوئے مشورہ دیا۔

"اتنا آرڈنری گفٹ دینا ہوتا تو یوں تمہیں ساتھ نہ لاتا۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"تو پھر۔۔۔؟"

"ہائے باسط۔۔۔" خوب صورت مترنم آواز پر باسط کے ساتھ ساتھ رابیل بھی پلٹی۔

"تانیہ تم۔" رابیل نے اسے بری طرح گھورا۔ "پہلے بتانا تھا کہ تمہارا یہ پروگرام تھا۔"

"ہائے گاڈ! یہ صرف اتفاق ہے۔ ایسا پروگرام ہوتا تو تمہیں ساتھ لاتا۔"

باسط نے کہا تو رابیل نے اثبات میں سر ہلا کر تانیہ

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ہائے میں ہوں۔ باسط کی فرسٹ کزن رابیل۔"

"اور بہت اچھی دوست بھی۔" تانیہ نے اس کا جملہ پورا کیا۔ "باسط اکثر تمہارا ذکر کرتے رہتے ہیں۔"

"تم جیلس تو نہیں ہوتیں۔" رابیل مسکرائی۔

"نیور۔" تانیہ ہنس دی تھی۔ اچھی چارمنگ سی لڑکی تھی۔ ہنستی تو کچھ اور بھی پیاری لگتی۔

"میرا تو یہ اکثر ذکر کرتا ہے اور تمہارا ہر وقت۔"

رابیل کی بات پر باسط نے کھل کر قہقہہ لگایا تھا۔ تانیہ کی سپید رنگت میں گلابیاں سی کھل گئیں۔

"آپ لوگ یہاں شاپنگ کے لیے آئے ہیں۔"

تانیہ نے باسط کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں "اک فرینڈ کی شادی ہے۔ اس کے لیے گفٹ لینے آئی تھی۔" تانیہ نے سوالیہ نظروں سے باسط کو دیکھا۔ تو وہ فوراً بول اٹھا۔

"میں بھی گفٹ لینے آیا تھا۔ رابیل کا برتھ ڈے ہے۔"

"میرا۔۔۔ نہیں تو۔" رابیل نے حیران ہو کر نفی میں سر ہلایا۔ جبکہ باسط نے دانت پیس کر اسے دیکھا جبکہ وہ کہہ رہی تھی۔

"اس کی کسی گرل فرینڈ کی برتھ ڈے ہے۔"

"میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔ اسٹوپڈ گرل۔" باسط نے فوراً انکار کیا۔

"کیوں نہیں ہے "ایک چھوڑ کئی ہیں۔ بلکہ ان میں سے بہت سی تو۔۔۔۔" اپنے اسٹوپڈ کہنے پر وہ تپ کر بولی تھی۔

"رابیل! دماغ ٹھیک ہے آپ کا؟" باسط نے اسے گھورنے کی کوشش کی۔

"نہیں خراب ہو گیا ہے۔" وہ خفا ہو گئی۔ "اب تم گفٹ تانیہ کے ساتھ خرید لو۔" وہ خفگی سے کہہ کر تانیہ کی طرف پلٹی۔

"سوری تانیہ! باسط شاید تمہیں بتانا نہیں چاہتا تھا۔ اینی وے۔ پھر کبھی ملاقات ہو گی۔"

تانیہ قدرے حیرت سے باسط اور رابیل کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ وہ ہاتھ ہلا کر نکل آئی۔ بس ایسی ہی تھی وہ۔ پل پل مزاج بدلتا تھا۔ ذرا سی بات اس کی نازک طبع پر گراں گزرتی۔ کبھی بڑی بڑی باتوں کو در گزر کر جاتی۔ ممی، پاپا کی اکلوتی لاڈلی اولاد تھی۔ پاپا گورنمنٹ سروس میں تھے ممی مشہور گائنا کالوجسٹ۔ انہوں نے اپنا کلینک اپنے آبائی شہر میں ہی سیٹ کیا تھا۔ اس نے اپنی زیادہ تعلیم ہوسٹل میں رہ کر ہی حاصل کی۔ گریجویشن کے ایگزام کے بعد وہ مستقل طور پر ممی کے پاس آئی تھی۔ یہاں کوئی دوست تو تھی نہیں۔ واحد باسط تھا اس کا ماموں زاد۔ جس کے وجود میں وہ دوست بہن بھائی جیسے سارے رشتے پاتی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

نوخیز صبح نے بادلوں کی اوٹ میں آنکھ کھولی اور سفید برفاب پہاڑوں کے عقب سے دھیرے دھیرے جھانکنے لگی تو دریچوں سے لپٹی جنگلی گلابوں کی بیلیں مسکرا دیں۔

"رابیل۔" ممی کے دھیرے سے پکارنے پر بھی اس کے ساکت وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی تھی۔ وہ یونہی کمبل میں لپٹی محوِ خواب تھی۔ ممی نے آگے بڑھ کر پردے ہٹائے اور دریچہ کھول دیا۔ دور بہتے جھرنے کی گنگناہٹیں اب کچھ نمایاں ہو گئی تھیں۔ جنگلی پھولوں کی خوشبو سے بوجھل ہوا کے نم جھونکے نے کمرے کی فضا بدل دی تھی۔

"رابیل، میری جان۔"

وہ ذرا سی کسمسائی۔

"ممی! پلیز۔" اس کی آواز بیٹھی بیٹھی سی تھی۔ کمبل چہرے پر آ گیا تھا۔

"ناشتہ بالکل تیار ہے جانو اور مجھے کلینک سے دیر ہو رہی ہے۔" ممی نے اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا۔ رابیل کا چہرہ تپا تپا سا تھا۔ ممی اس کا سرخ چہرہ اور بیٹھی آواز پر چونک گئیں۔

"کیا ہوا رابیل۔ آر یو آل رائٹ۔" ممی کا مشفق ہاتھ اس کے ماتھے پر ٹھہرا۔

"تمہیں تو بخار ہے۔"

ممی کے لہجے کی تشویش و پریشانی پر وہ مسکرا دی۔ پھر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

"اس میں اتنی پریشانی والی کون سی بات ہے ممی! بخار تو آتا جاتا ہی رہتا ہے۔"

"اور تمہارا گلا۔؟"

"خراب ہو گیا۔" وہ قدرے اطمینان سے بولی۔ پھر دریچے سے باہر جھانکتے ہوئے مسکرائی۔ "ممی! آج موسم غضب کا ہے۔"

"تم کل باسط کے ساتھ گئی تھیں۔ کیا کھایا تھا۔" ممی کے گھورنے پر وہ گڑبڑا گئی۔

"کچھ بھی تو نہیں ممی۔"

"کھالی ہو گی کوئی کھٹی یا ٹھنڈی چیز۔ آج کل کے بچے تو والدین کی نصیحت کو فوراً" سے پیشتر ڈسٹ بن میں ڈال دیتے ہیں۔ اتنی بار منع کیا ہے، مت کھایا کرو یہ الٹی سیدھی چیزیں۔ ہر بار یونہی گلا خراب ہوتا ہے اور پھر بخار ہو جاتا ہے۔" ممی اس کی ٹھیک ٹھاک خبر لے رہی تھیں۔ وہ چپ کر کے سنتی رہی پھر جھنجھلا کر بول اٹھی۔

"ممی! ہر بار میرے ساتھ اس طرح کیوں ہوتا ہے۔ نیچے وادی میں چلے جائیں۔ کیا بڑے کیا بچے ایسی ایسی چیزیں کھا جاتے ہیں کہ کیا بتاؤں۔ انہیں تو کچھ نہیں ہوتا۔"

"اب انہیں کیا کہتی ہو۔ وہ تو دھول مٹی پھانک کر بھی ہٹے کٹے رہتے ہیں۔" ممی مسکرا دی تھیں۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں، بچوں کو اتنا نازک مزاج نہیں بنانا چاہیے۔ کون جانے انہیں زندگی میں کیا کچھ دیکھنا پڑ جائے۔"

"ول یو شٹ اپ بے بی۔" ممی نے گھورا۔ پھر گل بانو کو پکارنے لگیں۔

"سنا ہے دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے۔" ہلکی سی دستک کے ساتھ باسط کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا تمہاری طبیعت کو؟" رابیل نے چونک کر پوچھا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"یہ تمہارے ساتھ اور کون بول رہا ہے۔" باسط نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ گلا بیٹھا ہوا تھا سو عجیب و غریب آواز نکلی تھی۔

"اسٹوپڈ!" رابیل نے جھینپ کر اسے گھورا۔

"یہ تم نے رابیل کو کیا کھلایا تھا؟" ممی نے باسط کو پکڑ لیا۔ اکلوتی اولاد ہونے کی بنا پر وہ یونہی اس کی ذرا ذرا تکلیف پر گھبرا جاتی تھیں۔

"بائے گاڈ! میں نے کچھ نہیں کھلایا۔ جو کچھ بھی کھایا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے کھایا تھا۔" وہ فوراً بولا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی۔" ممی مسکرائیں۔

"یہ محترمہ خود ضد کر رہی تھیں کہ آئس کریم کھانی ہے۔" وہ کھلے دریچے میں کھڑے ہو کر باہر جھانکنے لگا۔ دوسرے معنوں میں اپنے لبوں پر در آنے والی مسکراہٹ چھپانے کی سعی کی تھی۔ رابیل تو اچھل ہی پڑی۔

"میں نے کہا تھا۔"

"تم چپ رہو، بولا تو جا نہیں رہا۔ ایک کی جگہ تین تین آوازیں نکل رہی ہیں۔" وہ ڈپٹ کر بولا تھا۔

"تم۔"

"ہش!" اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر پھر سے خاموش کروایا۔ رابیل کلس کر رہ گئی۔

"میں تو آنٹی! اس لیے آیا تھا کہ بڑی زبردست پینٹنگ ایگزیبیشن ہو رہی تھی۔ سوچا، رابیل کو بھی ساتھ لے جاؤں۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے پھر تو محترمہ کو اکیلے ہی بور ہونا پڑے گا۔" باسط نے پلٹ کر آنٹی کو دیکھا۔ وہ ایم سی ایس کے آخری سمسٹر میں تھا۔

"ہاں، تمہاری وجہ سے رابیل کا بھی دل لگ گیا ورنہ یہاں تو اس کی کوئی دوست ہی نہیں۔" ممی نے کہا۔

"یہاں میرے بہت سے دوست ہیں۔ مما! یو ڈونٹ وری۔ دل لگنے کی واحد وجہ یہ باسط نہیں ہے۔ اس کے ساتھ بور ہونے سے زیادہ بہتر ہے کہ بندہ اکیلے ہی بور ہو لے۔" وہ قدرے خفا لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"اوہ بلی خفا ہو گئی۔" باسط ہنسنے لگا۔ "چل رہی ہو پھر۔"

"ہرگز نہیں۔" ممی فوراً" بول اٹھیں۔ "اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"بہانے ہیں آنٹی سارے۔" وہ تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

"اب تم میری بیٹی کو ستاؤ مت۔" اس سے پہلے کہ ممی مزید سرزنش کرتیں۔ گل بانو اندر داخل ہوئی۔ وہ پینتیس چالیس کی سرخ و سپید سی پٹھانی عورت تھی۔

"بیگم صاحب! ہم کو آواز دی تم نے۔"

"ہاں گل بانو! رابیل کا ناشتہ یہیں لے آؤ۔" ممی نے کہا پر باسط فوراً" بول اٹھا۔

"صرف رابیل کا؟"

"تم میرے ساتھ کچن میں آؤ۔ ناشتے کے بعد مجھے ہاسپٹل ڈراپ کر دینا۔ میری گاڑی سروس کے لیے گئی ہے۔" ممی نے کہا پھر رابیل کی طرف متوجہ ہوئیں۔ "ناشتہ کر کے میڈیسن لے لینا۔ میں بھجواتی ہوں اور گھر سے ہرگز باہر نہیں نکلنا۔ ورنہ بری طرح پیش آؤں گی۔" ممی نے تنبیہہ کی تو وہ منہ بنا کر کمبل ہٹاتی کھڑی ہو گئی۔

"آپ کا بس چلے نا ممی! تو شیشے کے جار میں بند کر کے مجھے اپنے بیڈ روم میں رکھ لیں۔"

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی فوراً" باتھ روم میں گھس گئی۔ باسط ہنسنے لگا۔ تو ممی اسے گھور کر رہ گئیں۔ پھر مسکرا دیں۔

"کیا کروں۔ بہت دعاؤں اور انتظار کے بعد پیدا ہوئی تھی یہ مراد بھی کہتے ہیں کہ میں اس پر حد سے زیادہ پریشر رکھتی ہوں۔ مگر میں کیا کروں۔ بچپن میں بیمار بھی تو بہت رہی تھی۔ بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ بس تب سے دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔" ان کے لہجے میں ماں کی مخصوص ماممتا چھلک رہی تھی۔

"کمال ہے آنٹی! آپ ڈاکٹر ہو کر ایسی بات کر رہی ہیں۔" باسط قدرے حیران ہوا۔

"میں ڈاکٹر سے پہلے ایک ماں بھی تو ہوں۔" وہ مسکرا دیں۔

"آپ صرف اتنا سمجھ لیں کہ رابیل اب بڑی ہو گئی ہے ناؤ شی از اے میچور گرل۔"

"بس میں چاہتی ہوں اسے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔" وہ سر جھٹک کر کھڑی ہو گئیں۔

"اور جو آپ کو پتا چل جائے کہ محترمہ کیا کچھ کرتی پھر رہی ہیں تو۔۔۔" باسط جملہ ادھورا چھوڑ کر کان کھجانے لگا۔ تو وہ چونک کر پوچھنے لگیں۔

"کیا کرتی ہے؟"

"کچھ بھی تو نہیں ڈیر آنٹ۔" وہ ان کے کندھے پر بازو پھیلا کر تسلی دینے لگا۔

"وہ ناشتہ کہاں رہ گیا؟" اس نے یاد دہانی کرائی تو وہ سر پر ہاتھ مار کر رہ گئیں۔

"تم نے اپنی باتوں میں مجھے بھی لیٹ کروا دیا۔ اب صرف دس منٹ میں تمہارے پاس ناشتے کے لیے۔"

"دس منٹ میں کیا ہو گا۔"

وہ ان کے پیچھے ہی باہر نکل گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

اونچے نیچے پتھریلے رستوں پر قدم جماتے ہوئے وہ جھرنے کی سائیڈ پر مڑی اور وادی کی طرف اتر گئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں باسکٹ تھی۔ جس میں کئی طرح کی چیزیں تھیں۔ ایک لمحے کو وہ سانس لینے کو رکی۔ اس کے عین سامنے سورج کی ہلکی زرد کرنوں کا غبار وادی کے درختوں پر چھایا تھا۔ اونچے نیچے پتھریلے مکانوں کی اوٹ سے سرکاری ڈسپنسری کی چھت کا سرخ رنگ جھلک رہا تھا۔ اس کے عین عقب میں بجلی کے کھمبے اور تاروں نے وادی کے قدرتی و فطری حسن کو گویا گہن سا لگا دیا تھا۔

"اوہ! ابھی کتنا دور ہے گل بانو کا گھر۔" اس نے باسکٹ کو پتھر پر ٹکایا اور خود بھی بیٹھ گئی۔

"مما کو پتا چل جائے تو وہ یقیناً" خفا ہوں گی۔ پتا نہیں وہ مجھے کب بڑا ہونے دیں گی۔ یا شاید ہر اکلوتے بندے کی یہی حالت ہو گی۔ مگر باسط کے ساتھ تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں، عیش کرتا ہے۔ ذرا جو روک ٹوک کرتی ہوں آنٹی اس پر۔"

کچھ دیر ادھر ادھر دیکھنے اور زیر لب بڑبڑانے کے بعد وہ بولی تھی۔

"رابیل ڈیر! اب اٹھ جائیں۔ ممی آ گئیں تو غضب ہو جائے گا۔" وہ سر پر ہاتھ مار کر کھڑی ہوئی اور شاید اس کی کہنی لگی تھی کہ باسکٹ لڑھک گئی۔

"ارے۔۔۔!" وہ بے اختیار اس کی طرف لپکی تھی جب عقب سے کسی نے بازو تھام کر روکا تھا۔

"اگر اسی رفتار سے بھاگیں تو یقیناً" اسی طرح لڑھک جائیں گی جس طرح یہ باسکٹ اور یہاں سے اوپر شہر تک پہنچانے کے لیے یقیناً" مجھے۔"

"ہاؤ ڈیر یو۔" ایک جھٹکے سے اس کی مضبوط گرفت سے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے وہ تاؤ کھا کر پلٹی تھی۔

"ارے بیلا تم۔" سامنے والے کے چہرے پر شوق کے سارے رنگ بکھر گئے اور وہ اسے دیکھ کر گویا ہتھے سے اکھڑ گئی تھی۔

"تو۔۔۔"

"تمہارا پیچھا کرتے ہوئے ہرگز نہیں آیا ہوں۔" دونوں نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے وہ صلح جو لہجے میں بولا تھا۔ "میں تو یونہی ادھر نکل آیا تھا۔ لیکن قسمت اگر تمہیں مجھ سے ملانے کا فیصلہ کر ہی چکی ہے تو۔۔۔"

"شٹ اپ مسٹر! تم حد سے بڑھ رہے ہو۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم مجھ سے اتنا چڑتی کیوں ہو بیلا؟" وہ بڑے دوستانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"بیلا!" وہ دانت پیس کر اسے یوں گھورنے لگی۔ جیسے کچا کھانے کی ابتدائی تیاریوں میں ہو۔

"اس وقت تمہارا یہی دل چاہ رہا ہے نا کہ اس پہاڑ سے کود جاؤ۔" کس ہمدردی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ رابیل کا دل واقعی یہی کرنے کو چاہ رہا تھا۔ مگر وہ تنگ کر بولی۔

"میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں تمہیں یہاں سے دھکا

UrduPhoto.com

دے دوں۔"

"تو دو نا؟" شریر سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔

"تم۔" رابیل نے چڑ کر اس ڈھیٹ کو دیکھنا چاہا تو نگاہ بھٹک کر باسکٹ پر جا پڑی۔ چپس کے سارے پیکٹ، بسکٹ کے ڈبے، ننھے منے بھالو یہاں سے وہاں لڑھک گئے تھے۔

"اوہ نو۔" مارے تاسف کے وہ ماتھے پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔ پھر جھنجلا کر اس کی طرف پلٹی اور شرربار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔"

"یہ سب میرے آنے سے قبل ہو چکا تھا۔" ذرا سا جھک کر اس نے سرخ چمکدار رنگ والا پھول توڑ کر اس کی طرف بڑھایا۔

"میری تمہاری دوستی کے نام۔"

"اونہہ!" رابیل نے جھک کر قریب گرے چاکلیٹ اٹھا کر جینز کی جیب میں ٹھونسے۔

"ویسے تمہیں میرا شکر گزار ہونا چاہیے۔" پھول کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے اس نے گہری نظروں سے اس کا سرتاپا جائزہ لیا تھا۔ رابیل تپ کر رہ گئی۔

"تمہاری اس بدتمیزی پر۔"

"میں نے تمہیں گرنے سے بچایا ہے۔ ورنہ ابھی تم وہاں پڑی ہوتیں۔" اس نے انگوٹھے سے نیچے کی طرف اشارا کیا۔ رابیل نے بلا ارادہ نیچے دیکھا۔ گہرائی کو دیکھتے ہی بے اختیار جھرجھری لے کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔ تب ہی پیر کے نیچے سے پتھر کھسک گیا۔

"آ۔۔۔" ہلکی سی چیخ اس کے لبوں سے خارج ہوئی اور خود کو سنبھالنے کے لیے بے اختیار رابیل نے اس کی شرٹ دبوچ لی اور فوراً ہی سنبھل کر چھوڑ بھی دی۔ موصوف کی سیاہ آنکھیں جگمگا اٹھیں اور لبوں کی مسکراہٹ۔

رابیل چڑ کر چلائی۔

"تمہیں مصیبت کیا ہے؟"

"اب کیا ہوا۔ میں نے تو تمہیں نہیں بچایا۔" غایت درجہ کی معصومیت و شرارت تھی اس کے لہجے میں۔

"تم جاؤ یہاں سے۔" رابیل اس کے سامنے ایک قدم بھی نہیں بڑھانا چاہتی تھی۔ مبادا پھر پھسل گئی۔ تو وہ تو گویا مزا لے رہا تھا۔

"مگر تمہاری یہ چیزیں۔" اس نے ادھر ادھر لڑھکی چیزوں کی طرف اشارا کیا۔ وہ بے بسی سے ہاتھ مل کر رہ گئی۔

"اچھا ذرا ٹھہرو۔" اسے گویا ترس آگیا۔ پتھروں پر مضبوطی سے قدم جماتا وہ نیچے اتر گیا۔ رابیل بے خیالی میں اس پر نظریں جمائے کھڑی رہی۔ اچھا خاصا دراز قد مضبوط اور خوب صورت نوجوان تھا۔

"مگر تھوڑا پاگل اور بدتمیز ہے۔"

باسکٹ بہت نیچے گری تھی۔ وہ اس کی ساری چیزیں ہاتھوں میں بھر لایا تھا۔

"لو پکڑو بیلا!"

"سنو مسٹر! میں کئی بار کہہ چکی ہوں کہ میں بیلا نہیں اور میں یہ سب کیسے پکڑوں گی۔" اس نے رابیل کی مدد کی تھی۔ سو لہجہ تھوڑا دھیما ہو گیا تھا۔

"جیسے میں نے پکڑا ہے۔" وہ اس کے لہجے میں اترتی نرمی محسوس کر کے مسکرایا۔

"پھر میں نیچے کیسے اتروں گی۔" رابیل نے مجبوری بتائی۔

"دھکا دے دوں۔" اس نے بہت آرام سے حل پیش کیا۔

"آر یو میڈ۔؟" رابیل نے دہل کر اسے دیکھا۔

"ہاں ہوں تو۔" اس نے آرام سے کندھے اچکائے۔ رابیل ڈر گئی۔ تھوڑا پاگل تو لگتا تھا۔ کیا معلوم سچ دے دے۔

"اوکے۔ میرے پیچھے آؤ۔" وہ پلٹ کر نیچے اترنے لگا۔ رابیل کچھ کچھ متذبذب سی کھڑی رہی۔ پھر اس نے بھی قدم بڑھا دیے تھے۔ وہ عین گل بی بی کے گھر کے سامنے رکا تھا۔

"اب تو پکڑو گی؟"

"شیور اینڈ تھینکس۔" وہ صلح جو لہجے میں بولی تھی۔ اس نے کلائی موڑ کر گولڈن ریسٹ واچ پر اک نگاہ دوڑائی۔ پھر قدرے جتاتے ہوئے بولا۔

"بہت وقت ضائع ہو گیا میرا۔"

"میں نے تو نہیں کہا تھا۔" رابیل نے چڑ کر اندر کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ واپسی کے لیے مڑ گیا تھا۔ رابیل ایک دم ٹھٹھک کر رکی۔

"ارے۔ سنو رکو۔" وہ بے اختیار اسے پکارنے لگی تھی۔ وہ جو کچھ دور چلا گیا تھا۔ وہیں رک کر استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ مجھے یہاں آنا تھا۔" رابیل حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ اس کے لبوں پر پُراسرار مسکراہٹ ابھری۔ "مجھے تمہارے بارے میں سب خبر ہے بیلا۔" وہ کہہ کر ہاتھ ہلا کر اوپر جانے والے رستے کی طرف بڑھ گیا۔ رابیل چڑ کر پلٹی تھی۔

"ہاں سب خبر ہے۔ بس یہی معلوم نہیں کہ میرا نام بیلا نہیں رابیل ہے۔"

♥ ♡ ♡ ♥

"کیا ہوا ہمارے ماسٹر کو؟"

اس کی شوخ کھنکتی آواز پر چارپائی پر لیٹے ننھے سے وجود نے آنکھیں کھول دیں۔

"لو تمہاری باجی جی آگئیں۔ اب تو دوا پی لے گا نا۔"

گل بانو نے خوش ہو کر اپنے بیمار و لاغر بچے کو دیکھا۔ وہ مضمحل سا مسکرا دیا۔

"کیسی طبیعت ہے گل بانو! اب اس کی؟" اس نے حسبِ معمول فروٹ سے بھری باسکٹ گل۔ کی بڑی بیٹی رانو کو دی۔

"ٹھیک ہے جی پر دوائی نہیں کھاتا۔" گل بانو نے شکایت کی تو وہ منہ بنا کر مدد طلب نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"باجی! دوائی کڑوی ہے۔"

"کڑوی ہے تو کیا ہوا؟ ہمارا گل شیر تو ایک دم شیر کی طرح بہادر ہے اور پتا ہے جب گل شیر ٹھیک ہو جائے گا تو میں اسے ڈھیر ساری اسٹوری بکس لے کر دوں گی۔" گل شیر کو بہلاتے ہوئے وہ اس کی جھلنگا سی چارپائی پر بیٹھ گئی۔

"وہ کیا ہوتا ہے؟" گل شیر کے لہجے میں اشتیاق در آیا۔

"کہانیوں والی کتابیں۔ رانو تمہیں اس میں سے کہانیاں پڑھ کر سنایا کرے گی۔"

"پر رانو کی تو شادی ہو جائے گی۔"

"رانو کی شادی۔" اس نے تحیر سے گل بانو کو دیکھا۔

"ہاں بڑی اچھی جگہ رشتہ لگا ہے۔ لڑکے کی اپنی دکان ہے۔"

"مگر رانو تو بہت چھوٹی ہے۔" اس سے قبل کہ وہ لڑکے کی مزید خصوصیات گنواتی۔ رابیل بول اٹھی تھی۔

"کہاں، پورے چودہ برس کی ہو گئی ہے۔" گل بانو نے مسکرا کر بتایا۔

"واٹ؟" وہ تو اچھل ہی پڑی۔ "اتنی سی عمر میں شادی کریں گی اس کی۔"

"ہاں!" گل بی بی نے بڑے آرام سے سر ہلایا۔

"اس ارلی ایج میں شادی کی کیا پرابلمز ہیں۔ پتا ہے آپ کو۔" اس کے حلق سے یہ بات کسی صورت نہ اتر رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا بی بی! میری شادی تو تیرہ برس کی عمر میں ہو گئی تھی۔"

"مائی گاڈ!" اس کی آنکھیں پھیلیں۔ پھر اس نے سر جھٹک کر بات بدل دی۔ وہ لوگ اس کی بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس نے سوچا تھا۔ وہ ممی سے بات کرے گی۔

"اوکے گل شیر! منہ کھولو۔" وہ سیرپ اٹھاتے ہوئے گل شیر کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"تمہیں اس معاملے میں دخل دینے کی بالکل ضرورت نہیں۔" ممی نے سنتے ہی صاف کہہ دیا۔

UrduPhoto.com

"مگر کیوں ممی! وہ اتنی چھوٹی سی بچی کی شادی کر رہے ہیں۔"

"یہ ان کے ہاں ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔"

"مگر یہ غلط تو ہے نا۔"

"رابیل، وہ لوگ اسے خوامخواہ کی دخل اندازی سمجھیں گے۔" ممی جھنجلا گئیں۔

"سمجھنے دیں۔ مگر ایک بار ان سے بات تو کریں۔ پلیز ممی۔"

"او کے کروں گی بات۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ تمہارا اپنی شادی کے بارے میں کیا خیال ہے۔" ممی نے بات ٹال کر اسے پکڑ لیا۔

"ابھی کیا جلدی ہے ممی۔ میرا رزلٹ تو آنے دیں۔"

"رزلٹ کا شادی سے کیا تعلق ہے؟"

"ہے نا، شاید میں مزید پڑھنا چاہوں۔"

"مزید....." موبائل کی بیپ نے انہیں جملہ ادھورا چھوڑنے پر مجبور دیا تو رابیل نے خدا کا شکر ادا کیا۔

"تمہارا فون ہے۔" ممی نے موبائل اس کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو!"

"تانیہ! ہاؤ آر یو۔" کشن گود میں دبا کر وہ قدرے آرام سے ہو کر بیٹھ گئی۔

"فائن، کیا ہو رہا ہے؟" وہ بے تکلفی سے پوچھنے لگی۔

"کچھ خاص نہیں۔ بہت بور ہو رہی ہوں۔"

"تو باسط کے ساتھ آجاؤ نا۔ آج شام میں۔" اس نے فوراً دعوت دی۔

"ایوننگ میں کوئی خاص بات ہے۔"

"زیادہ خاص تو نہیں۔ بس آج میرا برتھ ڈے ہے۔"

"اوہ رئیلی۔ ڈیٹس گڈ۔ میں ضرور آؤں گی۔" وہ فوراً تیار ہو گئی۔

"تم نے مائنڈ تو نہیں کیا میری فرینکنیس کا۔"

"ہرگز نہیں۔ بلکہ بہت اچھا لگا۔ مجھے اک نئی فرینڈ مل گئی۔" وہ خوش دلی سے اسے خدا حافظ کہہ کر پلٹی کہ ممی کو بتائے تو ممی غائب تھیں۔

"ممی! ممی!"

"کیا ہو گیا، یہاں ہوں کچن میں۔"

"ممی، ممی! وہ تانیہ ہے نا، باسط کی ہونے والی فیانسی ... ممی یہ لوگ منگنی کیوں نہیں کر لیتے۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر پوچھنے لگی۔

"تانیہ کے پاپا اسٹیٹس میں ہوتے ہیں اور اس کی مدر ان کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتیں۔ ویسے انہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا۔"

"وہ کوئی اعتراض کس طرح کر سکتے ہیں۔ جب تانیہ کو کوئی اعتراض نہیں۔"

"تم تانیہ کے بارے میں کیا بتا رہی تھیں۔" انہوں نے فریزر سے قیمے کا پیکٹ نکالا اور عبدل کو آواز دینے لگیں۔

"ہاں! اس کی برتھ ڈے ہے۔ انوائیٹ کیا ہے اس نے مجھے۔" رابیل نے فریج کھول کر بڑی سی ناشپاتی نکالی اور چھری کی تلاش میں نظر دوڑانے لگی۔

"ضرور جانا۔ بہت اچھے لوگ ہیں۔ مگر کوئی ڈھنگ کا ڈریس پہن کر جانا۔"

"ظاہر ہے۔ مگر میں اسے گفٹ کیا دوں؟"

"کتابیں بہت شوق سے پڑھتی ہے۔ کچھ اچھی سی کتابیں لے جانا۔"

"کیا معلوم وہ کیسی بکس پڑھتی ہو۔"

"اُفوہ رابیل! کیا پرابلم ہے۔ اتنی کتابیں ہوتی ہیں کچھ اچھا لٹریچر منتخب کر لینا۔"

"اس کے لیے تو مجھے مارکیٹ جانا ہو گا۔"

"باسط کو ساتھ لے جاؤ۔"

"اب اتنے سے کام کے لیے اسے کیا بلاؤں۔ کیا آپ مجھے ایک گھنٹے کے لیے چابی عنایت کریں گی۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔ ممی نے اسے گھور کر دیکھا۔

"پندرہ منٹ کی واک پر مارکیٹ ہے۔"

"پندرہ منٹ کی واک۔" رابیل کی آنکھیں

UrduPhoto.com

پھیلیں۔

"ویسے سارا دن ان پہاڑوں پر گھومتی رہتی ہو۔"

"ممی! جلدی آجاؤں گی نا۔"

"او کے!" بادل ناخواستہ ممی نے اجازت دی۔

"تھینک یو ممی۔" وہ فوراً چابی اٹھا کر باہر کی طرف لپکی۔ بک اسٹال پر کئی کتابیں الٹ پلٹ کرنے کے بعد بھی وہ کچھ فیصلہ نہ کر سکی تھی کہ اسے لینا کیا ہے۔ تب ہی اس کی نگاہ سڑک کے اس پار گئی۔ دوسرے پل وہ بے اختیار پلر کی اوٹ میں ہوئی تھی۔ وہی شخص تھا۔ بلیک جینز شرٹ میں ملبوس وہ کسی مقامی شخص کے ساتھ محوِ گفتگو تھا۔

"اچھا خاصا ڈیسنٹ بندہ ہے' نجانے ایسی حرکتیں کیوں کرتا ہے اور وہ بھی میرے ساتھ۔"

"آپ یہ دیکھیں۔" شاپ کیپر نے کچھ نئی کتابیں اس کی طرف بڑھائیں تو وہ پلٹ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"کیا لوں؟"

"آئی تھنک' آپ کو کچھ بھی نہیں لینا۔"

"او مائی گاڈ۔"

"تھینک گاڈ کہتیں تو اچھا لگتا۔" وہ اس کے عقب سے نکل کر برابر میں آکھڑا ہوا۔

"آپ کو دیکھ کر تو لاحول پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔"

"ہر وقت غصہ کیوں کرتی ہیں آپ۔؟" وہ آہستگی سے ہنس کر پوچھنے لگا۔ رابیل نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یونہی خواتین ڈائجسٹ کی ورق گردانی کرنے لگی۔

"آپ یہاں بکس لینے آئی ہیں؟۔"

"نہیں۔ گوشت خریدنے آئی ہوں۔ آخر آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ جائیں یہاں سے پہلے ہی میری سمجھ میں نہیں آرہا کیا خریدوں۔"

وہ چڑ کر بولی تھی۔

"مے آئی ہیلپ یو۔" ڈھیٹ تو وہ تھا ہی سو اطمینان سے پوچھنے لگا۔ رابیل نے اسے سرتاپا دیکھا۔

"یقین جانیں' ایجوکیٹڈ بندہ ہوں۔"

"او کے۔ میری فرینڈ کی برتھ ڈے ہے اور وہ لٹریچر بہت شوق سے پڑھتی ہے۔" رابیل سمجھ رہی تھی وہ یوں جان نہیں چھوڑے گا۔

"انگلش یا اردو؟"

"شاید دونوں۔"

"شاید۔" اس نے رابیل کی طرف دیکھا۔ "بہت کلوز فرینڈ ہیں آپ کی۔"

"بچپن سے ساتھ ہیں ہم۔" اس نے آرام سے جھوٹ بولا۔

"اوہ!" وہ زیر لب مسکرایا۔ "آپ اپنی دوست کو بہت اچھی طرح جانتی ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ سمجھ نہیں سکی۔

"تھنگ۔" اس نے کچھ کتابیں شاپ کیپر کو پیک کرنے کے لیے کہا۔

"اگر یہ اس نے پڑھ رکھی ہوئیں تو؟۔" رابیل نے عجب بے تکی بات کی تھی۔

"اس نے نہیں پڑھیں۔ آپ فکر مت کریں۔"

"آپ کیسے جانتے ہیں؟"

"میرا اندازہ ہے اور پڑھی ہیں تب بھی اٹھا کر باہر نہیں پھینکیں گی وہ۔" اس نے پیکٹ رابیل کو تھما کر والٹ نکالا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہیں۔"

"پے منٹ کر رہا ہوں۔" اس نے بڑے آرام سے بتایا۔

"یہ کیسے کر سکتے ہیں آپ۔"

"ایسے۔" اس نے روپے نکال کر دکاندار کو تھمائے اور خود باہر نکل آیا۔

"ارے بات سنیں میری' یہ کیا طریقہ ہے۔" وہ بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے آئی اور عین سڑک کے درمیان میں اس کا راستہ بلاک کیا۔

"آپ کس طرح پے منٹ کر سکتے ہیں۔ بکس تو میں نے خریدی ہیں۔"

"ایک طرف ہو کر بات کر لیں۔" اس نے اطمینان سے احساس دلایا تھا کہ وہ سڑک کے درمیان میں کھڑے ہیں۔

"گاڈ۔" وہ تیز تیز قدموں سے اس کے ساتھ روڈ کراس کر آئی۔ جہاں اس کی گاڑی کھڑی تھی۔ ساتھ ہی وہ تیزی سے اپنا بیگ کھنگال رہی تھی۔

"ایک بات تو طے ہے۔ مجھے آپ سے روپے نہیں لینے۔" دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ٹھونستے ہوئے وہ قطعی لہجے میں بولا۔

"آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟۔" اس نے سر اٹھا کر غصے سے اسے دیکھا۔

"میرے لیے امپورٹنٹ یہ ہے کہ آپ مجھے کیا سمجھتی ہیں۔"

"میں آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتی مسٹر!"

"تو سمجھنے لگیں گی۔"

"خوامخواہ ہی۔" وہ جھنجلا گئی۔ "اپنے پیسے لیں اور چلتے پھرتے نظر آئیں۔"

"چلتا پھرتا تو میں سارا دن رہتا ہوں۔ مگر سارا وقت آپ کو نظر آؤں' یہ تو ممکن نہیں۔ آخر مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔"

"اوئیو۔۔۔"

"شاید آپ کو کسی نے یہ کہہ دیا ہے کہ آپ غصے میں بہت حسین لگتی ہیں۔ مگر میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بات کچھ اتنی زیادہ سچ بھی نہیں۔"

"میں بے وقوف تھی جو آپ سے مدد مانگ بیٹھی۔"

"یہ آپ کی اپنی رائے ہیں۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" اس نے کندھے اچکائے۔ ساتھ ہی ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی بولنے سے منع کر دیا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ اگر آپ کو منظور ہو تو۔"

"کہیے۔"

"آپ یہ روپے مجھے واقعی واپس کرنا چاہ رہی ہیں۔؟"

"آف کورس!"

"تو اس کے بدلے میں مجھے اچھی سی کافی پلوا دیجیے۔"

"واٹ۔" رابیل نے تحیر سے اسے دیکھا۔

"بہت فاسٹ جا رہے ہو مسٹر۔"

"بس ایسا ہی ہے۔" وہ مسکرایا۔

"او کے۔ لیکن اس کے لیے آپ کو میرے گھر آنا ہو گا۔" نجانے کیا سوچ کر اس نے آفر کی تھی۔

"کیا ابھی؟"

"جی نہیں۔ پھر کسی روز مگر آیئے گا ضرور۔" وہ قصداً مسکرائی۔

"نہ آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"سنیے۔" اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"تھینکس!"

"فار واٹ۔"

"آج آپ نے مجھے بیلا نہیں کہا۔"

"اب میں آپ کو بیلا نہیں کہوں گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے آپ کا نام بیلا نہیں کومل ہے۔"

"جی۔" وہ جو پوری طرح اطمینان کا سانس بھی نہ لے پائی تھی چلا اٹھی۔

"جی۔" وہ آرام سے کہہ کر پلٹ گیا۔

"تم ایک بار میرے گھر تو آؤ مسٹر۔ یہ بیلا' کومل سب بھول جاؤ گے۔" وہ دانت پیس کر زیر لب بڑبڑائی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"ممی! میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ میں کون سا ڈریس پہنوں۔" وارڈ روب سے سارے ڈریسز باہر تھے۔

وہ اورنج اور گرین کنٹراسٹ والا ڈریس نکالو نا۔ جو میں تمہارے لیے لائی تھی۔"

"یہ۔" اس نے ہینگر کھینچ کر سوٹ نکالا۔ "یہ تو بہت ڈارک کلرز ہیں۔"

"میری بیٹی پر بہت سوٹ کریں گے۔"

"اور یہ اتنا بڑا دوپٹہ۔" اس نے دوپٹے کی لمبائی ناپی۔ جس کے کناروں پر خوب صورت سی امبرائیڈری کے ساتھ بیل بنی تھی۔ "کیسے سنبھالوں گی۔"

UrduPhoto.com

"سنبھال لوگی۔ بچی نہیں ہو تم۔ گل بی بی! گل بی بی۔" تیسری آواز پر گل بی بی چلی آئی۔

"جی بیگم صاحب۔"

"یہ سوٹ پریس کر دو۔"

"ممی! کوئی نائٹ فنکشن تو نہیں ہے، جو اتنا ڈارک کلر پہنوں۔ سب مذاق اڑائیں گے میرا۔" اس نے نیا اعتراض نکالا۔ صاف ظاہر تھا وہ یہ سوٹ پہن کر نہیں جانا چاہتی۔ مگر ممی کے سامنے کس کی چلتی، نہ صرف وہی ڈریس بلکہ اس کے ساتھ میچنگ ہلکی پھلکی جیولری بھی پہننا پڑی۔ وہ کبھی اتنے اہتمام سے تیار نہ ہوئی تھی۔ سو جھینپ رہی تھی۔

"اتنی پیاری ہے میری بیٹی۔ مگر ہر وقت اول جلول حلیے میں گھومتی رہتی ہے۔" ممی نے اس کی پیشانی چوم کر پیار سے ڈانٹا۔

"آپ دیکھ لیجئے گا۔ سب ہنسیں گے مجھ پر اور یہ دوپٹہ چھوٹا بھی تو ہو سکتا تھا۔" اس نے کھینچ کر لمبے چوڑے دوپٹے کو کندھے پر ڈالا۔

"تمہیں دیر ہو جائے گی۔" ممی نے اکتا کر اسے باہر کی طرف دھکیلا۔ تیسری سیڑھی پر ہی اس کا دوپٹہ ایڑھی کو چھو رہا تھا۔

"ڈھنگ سے چلنا بھی سیکھ لو احمق لڑکی۔" اوپر سے ممی کی ڈانٹ پر وہ گھبرا گئی۔ تانیہ کے گھر کے سامنے گاڑی پارک کر کے گفٹ اور بوکے (ساتھ دوپٹہ بھی) سنبھال کر اس نے کھڑاک سے دروازہ بند کیا۔ وہی ہوا، دوپٹہ دروازے میں تھا۔ رابیل آگے آ گئے۔

"ممی ٹھیک کہتی ہیں۔" اس سے قبل کہ وہ دوپٹہ نکالتی کسی نے دروازہ کھول کر دوپٹہ اس کی طرف اچھال دیا۔

"آپ کی ممی کیا کہتی ہیں۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر میں یہ کہتا ہوں۔ آپ ایسے ڈریسز پہنا کریں۔ ایک تو آپ پر سوٹ بہت کرتے ہیں۔ دوسرے آپ کو عادت ہو جائے گی۔"

"آپ، آپ یہاں بھی۔" وہ بے ہوش ہو جانے کو تھی۔

"جہاں جہاں آپ، وہاں وہاں ہم۔" نہایت خوش دلی سے فرمایا گیا تھا۔

"باسط، باسط!"

اس کی چیخ و پکار پر ایک باسط ہی کیا۔ سب ہی نکل آئے تھے۔ جبکہ وہ خود اسی کی گاڑی سے ٹیک لگائے بڑی دلچسپی کے ساتھ اس کے تپتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

باسط وہیں رک گیا۔

"باسط! اسے دیکھو، یہ شخص میرا تعاقب کرتا ہے۔" باسط کو دیکھتے ہی وہ چیخ اٹھی۔ باسط نے ہونٹوں کو سیٹی کے انداز میں سکوڑتے ہوئے باقاعدہ اس کے گرد ایک چکر لگا کر سراپا اس کا جائزہ لیا۔ پھر اس کے سامنے آتے ہوئے بڑی احتیاط کے ساتھ پوچھنے لگا۔

"کیا میں آپ کو جانتا ہوں محترمہ۔"

"واٹ نان سینس۔" ایسے نازک وقت باسط کا مذاق اسے ذرا نہ بھایا تھا۔ "اس شخص نے مجھے تنگ کر چھوڑا ہے۔ کبھی کہتا ہے تم بیلا ہو اور کبھی کومل۔"

"کہہ سکتا ہے۔ آپ کو کوئی بھی بیلا اور کومل کہہ سکتا ہے پرنس آہ، آہ۔" رابیل کی نازک ہیل نے اس کا پاؤں بری طرح کچلا تھا۔

"تم میں ذرا بھی غیرت ہے۔"

"غیرت۔" اس کی غیرت پر سچ مچ تازیانہ لگا تھا۔ تب ہی للکار کر میدان میں کود پڑا۔

"اوئے شیطانا تو میری بہن دا دوپٹہ۔۔۔۔۔"

"میں نے تمہاری بہن کے دوپٹے کی ساڑھی بنانی ہے۔ محترمہ دروازے میں پھنسائے بیٹھی تھیں۔" اس نے آرام سے جواب دیا۔ تانیہ کے ابو نے آگے بڑھ کر اس کا کان پکڑ لیا۔

"یہ کام کب سے شروع کر دیا برخوردار۔"

"کون سا انکل؟"

"یہی لڑکیوں کو چھیڑنے والا۔ ہم تو تمہیں خاصا شریف نوجوان سمجھے تھے۔"

"میں اچھا خاصا شریف ہوں انکل! یہ محترمہ خوامخواہ الزام لگا رہی ہیں۔"

"میں الزام لگا رہی ہوں۔" وہ سلگ اٹھی۔

"آئی ایم ساری رابیل! ایکچوئلی یہ میرے کزن ہیں۔ کبھی کبھی یونہی شرارت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔" تانیہ اس کا ہاتھ تھام کر لان تک لے آئی کہ ارینجمنٹ وہیں تھی۔ مہمان بھی بس یہی تھے۔ تانیہ اس سے سوری کر رہی تھی جب کہ وہ خفا سی تنے انداز میں اسے بری طرح گھور رہی تھی کہ اس کے عنابی لبوں پر رقصاں مسلسل مسکراہٹ زہر لگ رہی تھی۔

"بھئی ہم تمہیں سزا تو ضرور دیں گے۔" انکل کہہ رہے تھے۔

"میں ہر سزا بھگتنے کو تیار ہوں۔"

"تم ہمیں ایک گانا سناؤ گے۔"

"اوہ نو۔ اس کو سزا دیں انکل! ہمیں کس خوشی میں دے رہے ہیں۔" سب کے سب چلا رہے تھے۔ وہ گانا گانے کو تیار تھا۔ مگر انہوں نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر اسے روکا تھا۔ تانیہ نے فوراً سب کی توجہ کیک کی طرف دلائی تھی جو ان کی نظر کرم کا منتظر تھا۔ سب کی تالیوں میں ہیپی برتھ ڈے کے گیت اور باسط کی شوخ و شریر نگاہوں کے حصار میں تانیہ نے کیک کاٹا۔

"آپ کی ڈیٹ آف برتھ کیا ہے؟" وہ اس کے عقب میں کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"آپ سے مطلب۔" رابیل رکھائی سے بولی۔

"بہت اچھا سا گفٹ دوں گا۔" اس نے گویا لالچ دیا۔

"آپ کو بلاؤں گی تب نا۔" وہ تانیہ کے قریب ہو گئی۔ تانیہ کے امی، ابو جلد ہی انہیں چھوڑ کر اندر چلے گئے تھے۔

"آپ سے ایک بات کہوں۔" ہاتھ میں پیپسی اور پلیٹ میں کیک لیے وہ اس کے قریب چلا گیا۔ "ہم عنقریب دوستی کرنے والے ہیں۔"

"ہم کون؟"

"میں اور تم۔"

"منہ دھو رکھیں۔" وہ پلیٹ میں ایک کباب اور ایک رول رکھ کر تانیہ کے قریب آ بیٹھی۔ پھر اچانک خیال آیا تو باسط سے پوچھنے لگی۔

"تم نے تانیہ کو گفٹ نہیں دیا؟"

باسط محض کھانس کر رہ گیا۔ تانیہ مسکرا دی۔

"یہ سیکریٹ ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"تم نہیں سمجھو گی۔"

"میں کیوں نہیں سمجھوں گی۔"

"بچی ہیں آپ؟" وہ شیطان کی طرح پھر نازل تھا۔

"بچی نہیں ہوں میں۔" رابیل زور دے کر خفگی سے بولی۔

"اچھا تو پھر بتائیں۔ باسط نے تانیہ کو گفٹ کیوں نہیں دیا۔" ذرا سا آگے کو جھکتے ہوئے اس نے متبسم لہجہ و انداز میں پوچھا۔ رابیل نے کچھ لمحے غور کیا پھر سادگی سے کہنے لگی۔

"پیسے نہیں ہوں گے اس کے پاس۔" وجہ اتنی معقول نہ تھی۔ مگر اسے یہی وجہ سوجھی۔

"ارے تم تو واقعی بڑی ہو گئیں۔" اس نے بے اختیار داد دی۔ رابیل سمجھ نہ سکی وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے یا طنز کر رہا ہے تب ہی چڑ کر بولی تھی۔

"آپ کا اور میرا کوئی مذاق نہیں ہے۔"

"اُفوہ! اب بس بھی کریں۔ کیا یونہی لڑتے رہیں گے۔" تانیہ نے ٹوکا۔

"میں کیوں لڑوں گی۔ مجھے تو ان کا نام تک نہیں معلوم۔"

"دوسرے معنوں میں آپ میرا نام جاننا چاہتی ہیں۔ ویسے مجھے جنید خاں کہتے ہیں۔"

"جنید!" رابیل نے چونک کر باسط کو دیکھا۔

"دنیا میں محض ایک ہی جنید نہیں ہے۔" باسط نے گویا اسے تسلی دی۔

"یہ دوسرا جنید کون ہے۔" جنید نے چونک کر کہا۔

"آہ، ہا، وہ اک دردناک داستان کا عنوان ہیں۔" باسط نے اک سرد آہ کھینچی۔

"مطلب؟"

UrduPhoto.com

"بے چاری رابیل۔"

"میں کیوں ہونے لگی بے چاری۔" رابیل تنک کر بولی۔

"نہیں بے چارے تو وہ ہیں جنید احتشام۔"

"ہیں کون موصوف۔؟"

"رابیل کے فیانسی۔"

"فیانسی۔" مارے صدمے کے وہ چیخ اٹھا۔ "یہ انگیجڈ ہے۔"

"تو تمہیں ہارٹ اٹیک کس خوشی میں ہونے لگا دوست؟۔" باسط نے حیرت سے اسے دیکھا۔ جس کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔

"ڈونٹ وری۔ یہ ہر حسین لڑکی کی انگیجمنٹ پر یونہی پریشان ہو جاتے ہیں۔ جب انہیں باسط کے متعلق معلوم ہوا تھا تب بھی یہی حال تھا۔" تانیہ نے تسلی دی۔

"اوہ تو پیدائشی مرض ہے۔" باسط نے سر ہلایا۔

"آپ لوگ کچھ اور لیں گے۔" تانیہ کو آدابِ میزبانی یاد آئے۔

"نہیں تھینکس۔" رابیل نے سہولت سے منع کیا۔

"لیکن مجھے ضرور لینا ہے۔" تانیہ اور باسط اٹھ کر ٹیبل کی طرف بڑھ گئے۔ پھر وہیں کھڑے نہ جانے کون سی گتھیاں سلجھانے لگے۔ رابیل بور سی ہو کر ادھر ادھر دیکھتی رہی۔ سامنے بیٹھا شخص پچھلی رات کے سحر کی طرح خاموش ہو گیا تھا۔ رابیل نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔" جنید نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ پھر نفی میں سر ہلا کر تاریکی میں ڈوبے خوبانی کے پیڑ کو دیکھنے لگا۔ رابیل نے دزدیدہ نظروں سے مسرور کر باسط اور تانیہ کو دیکھا۔ باسط نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اک نازک سا بریسلیٹ نکالا۔ پھر جھک کے اس کی کلائی میں پہنا دیا۔ نازک کلائی جگر جگر کرنے لگی۔ تانیہ کے احمریں لبوں پر تھرکتی مسکان، چہرے پر اترتے الوہی جذبوں کے رنگ وہ مبہوت سی ہو گئی۔ اسے معلوم بھی نہ ہوا۔ جنید کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ تب ہی اس کی نگاہوں کی تپش محسوس کر کے وہ چونکی۔

"آئی ایم ساری۔" وہ سنبھل کر بولا۔

"فار واٹ؟"

"فار اوری تھنگ۔ میرا مقصد تمہیں پریشان کرنا نہیں تھا۔ مگر میں تمہیں جب بھی دیکھتا تھا۔ مجھے ہمیشہ بیلے کی ادھ کھلی کلیوں کا خیال آتا تھا۔ تم اتنی ہی نازک کومل اور خوب صورت نظر آتی تھیں۔ میں بنا سوچے سمجھے تمہارے ساتھ مذاق کر بیٹھتا تھا۔ مگر اب سوچتا ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔" وہ صاف گوئی سے کہتا چلا گیا۔ رابیل کی سمجھ میں نہیں آیا وہ کیا کہے اور وہ اٹھ کر چلا بھی گیا۔

"یہ جنید کہاں گیا؟" باسط نے قریب آ کر پوچھا۔

"پتا نہیں۔" وہ کھڑی ہو گئی۔ "تانیہ! اب میں چلتی ہوں۔"

"ارے اتنے جلدی۔ کچھ دیر تو رکو۔"

"نہیں ممی انتظار کر رہی ہوں گی۔"

"آؤ میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔"

"میں گاڑی لے کر آئی تھی۔"

"او کے۔" وہ تانیہ کی طرف پلٹا۔ "خدا کرے تانیہ! تم ایسی برتھ ڈے سال میں تین تین بار مناؤ۔"

"سوچ لو' سال میں تین بار گفٹ دینا پڑے گا۔" وہ ہنسی۔

"اٹس مائی پلیژر۔"

تانیہ انہیں گیٹ تک سی آف کرنے آئی۔

"تھینکس رابیل! تمہارا آنا بہت اچھا لگا۔" اس نے محبت سے رابیل کا ہاتھ تھاما۔

"اب تم آنا۔"

"شیور۔" وہ دونوں باہر نکل آئے۔

"کیا ہوا؟"

"ہوں۔" وہ چونکی۔

"کچھ خاموش سی ہو گئی ہو۔"

"نہیں تھک گئی ہوں۔"

"تھکن اور رابیل' امپاسبل۔" وہ ہنسا۔ "اچھا تمہیں جنید کیسا لگا۔؟"

"ٹھیک ہے۔"

"بہت نائس ہے' آخر تانیہ کا کزن ہے نا۔" اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"ڈرائیونگ احتیاط سے کرنا۔ اندھیرا ہو رہا ہے۔" اس نے سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

ممانی وی کھولے اس کی منتظر تھیں۔

"کیسا رہا فنکشن؟" اسے دیکھتے ہی پوچھنے لگیں۔

"ٹھیک تھا۔" اس نے دوپٹہ اور بیگ ایک طرف رکھا۔

"کون کون تھا؟"

"زیادہ لوگ نہیں تھے۔ تانیہ کے گھر والوں کے علاوہ باسط' میں اور تانیہ کے ایک کزن جنید بھی تھے۔"

"جنید؟"

"تانیہ کے کزن ہیں۔ ممی! آپ کبھی ملی ہیں ان سے۔"

"نہیں۔ تم کھانا کھاؤ گی۔؟"

"نو ممّا! میں بس چینج کر کے سوؤں گی۔"

"اتنی جلدی۔"

"بس نیند آ رہی ہے۔"

"او کے۔ مگر دودھ ضرور پی لینا اور اپنا یہ بیگ اور دوپٹہ لے جاؤ۔"

رابیل مسکرا دی۔ کپڑے چینج کر کے وہ بیڈ پر آنے کے بجائے کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی۔ پورے چاند کی نرمل کرنوں کا دودھیا غبار نیچے وادی کے مکانوں پر چھایا تھا۔ کہیں کہیں اسٹرابری کی جھاڑیوں میں جگنو ایک پل کو چمک کر غائب ہو جاتا۔ ڈسپنسری کے برآمدے میں جلتا بلب بھی اک جگنو ہی کی طرح لگتا تھا۔ وہ خاموش کھڑی ظلسم پھونکتی رات کی جادوگری دیکھتی رہی۔ ذہن کے پردے پر کبھی تانیہ کی کلائی میں بریسلیٹ جگمگانے لگتی۔ تو کبھی اس اجنبی شخص کی مانوس باتیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

"میری چھٹیاں ختم ہو رہی ہیں۔ پرسوں میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔ تمہیں کچھ منگوانا تو نہیں۔"

کافی کا مگ ہاتھ میں لیے وہ لان کے طرف بنی چھوٹی سی پتھروں کی دیوار پر آ بیٹھا۔ وہ جو بڑے انہماک سے سفید گلاب کے پودوں سے فالتو شاخیں الگ کر رہی تھی۔ قینچی رکھ کر کھڑی ہوئی۔

"منگوانا تو کچھ نہیں۔ مگر باسط میں تمہارے ساتھ نہ چلوں۔"

"آنٹی سے پوچھ لو۔"

"کیا؟" وہ ہاتھ میں سرخ خوبانیوں سے بھری پلیٹ لیے نمودار ہوئیں۔

"ممی! میں باسط کے ساتھ اسلام آباد چلی جاؤں۔ پاپا بھی بلا رہے ہیں۔"

"ہاں۔ ابھی آئے ہوئے تمہیں دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔"

"ممی! میں بور ہونے لگی ہوں۔ یہاں کچھ کرنے کو بھی تو نہیں۔" وہ ہاتھ جھاڑتی ان کے قریب چلی آئی۔

"رزلٹ آ جائے تو چلی جانا۔" ان کے صاف انکار پر رابیل کا منہ بن گیا۔

"ممی کی تنہائی کا کوئی خیال نہیں تمہیں۔ تمہارے پاپا تو پہلے ہی کئی ویک اینڈ مس کر جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے' میں مصروف ہوتی ہوں۔ مگر جب گھر لوٹتی ہوں تو محض ایک تمہاری صورت دیکھ کر کتنی فریش ہو جاتی ہوں۔ یہ تم نہیں جانتیں۔"

"ممی! آپ تو اموشنل ہو گئیں۔ ٹھیک ہے نہیں جاتی۔" اس نے ممی کی گال پر پیار کیا۔ تو وہ مسکرا دیں۔

"مجھے مسز شاہنواز کے گھر جانا ہے۔ تم لوگ یہ سرخ خوبانیاں انجوائے کرو۔ خاص وادی ہنزو کی سوغات ہیں۔"

"کون لایا تھا۔"

"ان ہی کا بیٹا۔" وہ پلیٹ ٹیبل پر رکھ کر اندر چلی گئیں۔

UrduPhoto.com

"آنٹی تمہارے بارے میں بہت بُری ہیں۔ تم ذرا سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔"

"جانتی ہوں۔" اس نے ایک موٹی سی خوبانی باسط کی طرف اچھالی۔ جو اس نے با آسانی کیچ کرلی تھی۔

"تم چلے جاؤ گے تو میں بہت اداس ہو جاؤں گی باسط۔"

"اچھا تم ہی تو کہتی تھیں کہ دل لگنے کی واحد وجہ یہ باسط نہیں۔ کہاں گئے وہ تمہارے ڈھیر سارے دوست۔" باسط نے چھیڑا۔

"رانو کی شادی ہو گئی ہے۔ اب تو گل شیر بھی ٹھیک ہے۔"

"تو کوئی اور ڈھونڈ لو۔ یہاں وادی میں ایسے لوگوں کی کمی تو نہیں جنہیں تمہاری ہمدردی اور مورل سپورٹ کی ضرورت ہے۔"

"تم ہمیشہ میرا مذاق اڑاتے ہو۔"

"ہرگز نہیں۔ مجھے اچھا لگتا ہے۔ ورنہ کس کے پاس اتنا وقت ہے کہ دوسروں کے دکھ سکھ بانٹ سکے اور تم تو بچپن سے ہی ایسی ہو۔ جب بھی راستے میں کوئی زخمی کتا بھی نظر آتا تھا تو اٹھا کر گھر لے آتی تھیں، اور جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا۔ تم اپنا کھانا پینا بھی بھول جاتی تھیں۔ کتنا ڈانٹتی تھیں آنٹی تمہیں۔ پھر روتی ہوئی میرے پاس بھاگ آتی تھیں۔"

"بچپن کتنا خوب صورت ہوتا ہے باسط! تتلیوں کے پیچھے کہاں کہاں نہیں نکل جاتے تھے ہم۔ بہت دور نیچے وادی میں اتر کر ہم اسٹرابری کی جھاڑیاں ڈھونڈا کرتے تھے۔ کبھی یونہی کوئی جگنو پکڑ لیتے تو اسے یوں مٹھی میں قید کرتے جیسے نہ کبھی مٹھی کھلے گی اور نہ یہ جگنو اڑے گا۔ مگر دیکھو مٹھی بھی کھل گئی اور جگنو بھی اڑ گیا۔" اس نے ہاتھ پھیلا کر خالی ہتھیلی کو دیکھا۔

"تمہارا بچپن اپنے ساتھ وہ تتلیاں بھی لے گیا اور جگنو بھی۔ مگر تمہیں پتا ہے میں آج بھی تتلیوں کے پیچھے بھاگ رہی ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے میں اب بھی آدھی رات کو جگنوؤں کی تلاش میں گھر سے نکل پڑوں۔ مجھے اب بھی کوئی زخمی کتا ملتا ہے تو میں اسے اٹھا کر گھر لے آتی ہوں۔ بس ممی کو نہیں بتاتی۔"

اس نے بات ختم کر کے باسط کی جانب دیکھا۔ جو پُر سوچ نگاہیں اس کے چہرے پر ٹکائے نجانے کہاں گم تھا۔

"کیا سوچنے لگے؟"

"بہت نازک ہو تم۔ سوچتا ہوں وہ کیپٹن جنید تمہیں سنبھال بھی سکے گا کہ نہیں۔ اچھا ہے، بہت سوبر اور ڈیسنٹ مگر بہت پریکٹیکل۔ ایک ایک سیکنڈ کو کیلکولیٹ کرنے والا یہ تتلی، جگنو کے پیچھے بھاگنا شاید اس کے لیے محض وقت کا ضیاع ہو۔"

رانیل کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی۔ پھر خاموشی سے اٹھ کر اندر چلی آئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اسے گھر سے نکلے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ جب پہاڑوں کی چوٹیوں سے اتر اتر کر سرمئی بادلوں نے خوب صورت گھروں کی سرخ ڈھلوانی چھتوں کو اپنے حصار میں لے لیا۔ پھر رِن مِن بوندیں برسنے لگیں۔ پہلی بوند نے اس کے گلابی گال پر بوسہ دیا تو اپنے ہی کسی خیال سے ہاتھ چھڑا کر اس نے سر اٹھایا۔ آسمان پوری طرح سرمئی بادلوں سے ڈھک چکا تھا۔ اس کی انگلیوں نے نرمی کے ساتھ اپنے گال پر بکھری بوند کو سمیٹ لیا۔

"ٹپ ٹپ ٹپ۔"

اس کے سامنے سارا رستہ بھیگتا چلا گیا۔ وہ آج بھی اپنے ساتھ چھتری لانا بھول گئی تھی اور خود وہ نجانے چلتے چلتے کہاں نکل آئی تھی۔

"واپس نکل جانا چاہیے۔" وہ جانتی تھی۔ یہاں موسموں کے تیور زندگی کی طرح بدلتے تھے۔ کبھی بہت مہربان، کبھی بالکل بے مہر۔ اس نے واپسی کے لیے قدم بڑھائے تب ہی اس نے دوسری طرف سے آتی خاتون کو چکرا کر گرتے اور ان کے ہاتھ سے چھتری چھوٹتے دیکھا۔ تو تقریباً بھاگتی ہوئی ان تک آئی تھی۔

"او مائی گاڈ۔" وہ پوری طرح بے ہوش تھیں۔ اس نے مدد کے لیے ارد گرد دیکھا۔ بارش تیز ہو رہی

UrduPhoto.com

تھی اور رستے سنسان تھے۔ تب ہی اس کی نظر کچھ دور اونچائی پر ناشپاتی کے درختوں میں گھرے سفید کاٹیج پر پڑی۔ تو وہ سرپٹ بھاگتی ہوئی پتھریلی سیڑھیاں چڑھ گئی۔ بند دروازہ دھڑ دھڑانے پر جو شخص باہر آیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر ششدر سی رہ گئی۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں بھی تحیر جاگا تھا۔

"رابیل تم۔"

"جنید!"

"خیریت ہے نا؟۔" وہ اس کی پریشان صورت دیکھ کر پوچھنے لگا تو وہ چونکی "وہ وہاں کوئی خاتون بے ہوش پڑی ہیں۔"

"اوہ نو!" وہ اسے ایک طرف ہٹا کر تیزی سے سیڑھیاں اتر گیا۔ رابیل کو ظاہر ہے اس کی تقلید کرنا تھی۔ بارش خاصی تیز تھی اور وہ خاتون اب اٹھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"آپ ٹھیک تو ہیں ماما!" جنید کے مضبوط بازوؤں نے انہیں سہارا دے کر کھڑا کیا۔

"ماما!" رابیل نے چونک کر جنید کو دیکھا۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔ یونہی چکر آ گیا تھا۔"

"آؤ رابیل۔" جنید نے کہا اور انہیں سہارا دے کر اوپر لے جانے لگا۔ رابیل نے تیز ہوتی بارش کو دیکھا۔ پھر خاموشی سے ان کے پیچھے ہولی۔

"آپ ملازم کے بغیر مت نکلا کریں۔"

"چہل قدمی کے لیے نکلی تھی۔ یونہی چکر آ گیا۔ اب تو میں بالکل ٹھیک ہوں لڑکے۔ تم خوامخواہ پریشان مت ہو۔" تب ہی ان کی نگاہ دروازے کے ساتھ کھڑی رابیل پر پڑی تو سوالیہ نظروں سے جنید کی طرف دیکھا۔

"یہ رابیل ہے۔ اسی نے آپ کو گرتے دیکھا تو مجھے بتانے آئی تھی۔" جنید نے بتایا۔

"ارے یہ رابیل ہے۔" ایک بے ساختہ سی خوشی ان کے لہجے میں در آئی۔ "ادھر میرے پاس آؤ بچے۔"

رابیل ان کے قریب چلی آئی۔

"ماشاءاللہ کیسی پیاری بچی ہے۔" انہوں نے پیار سے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے بے اختیار کہا۔

"اس پیاری بچی کے ساتھ آپ ڈھیر ساری باتیں کیجئے گا۔ مگر ابھی آپ لیٹ تو جائیں۔"

جنید نے کہا تو انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پہلے کپڑے بدلوں گی۔ رابیل بیٹی! تم اس آتش دان کے پاس بیٹھو۔" وہ محبت سے کہہ کر دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔ جنید سائیڈ ٹیبل کی دراز کھول کر شاید کوئی میڈیسن ڈھونڈنے لگا تھا۔ پھر اس نے مڑ کر خاموش کھڑی رابیل کو دیکھا۔

"رابیل! تم کافی بنا لیتی ہو؟"

رابیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پلیز، تین کپ کافی بنا لاؤ۔ یہیں دائیں سائیڈ پر کچن ہے۔" مصروف سے انداز میں کہتے کہتے وہ رکا۔ پھر مسکرا دیا۔ "اگر کوئی پرابلم نہ ہو تو۔"

"بنا دیتی ہوں۔" اسے حیرت تو ہوئی تھی۔ مگر وہ کچن میں آ گئی۔ چھوٹا سا آراستہ و پیراستہ کچن تھا۔ اسے کافی کا ڈبہ اور شوگر وغیرہ ڈھونڈنے میں کچھ دیر لگی۔ کافی بنا کر لائی تو وہ دونوں کسی بات پر جھگڑ رہے تھے۔

"آپ میری اتنی سی بات نہیں مان سکتیں۔" وہ جھنجلا کر بولا تھا۔

"عجیب باتیں سوجھتی ہیں تمہیں اور یہ کیا طریقہ ہے مہمان سے کام کرواتے ہو۔ خود نہیں بنا سکتے تھے۔" انہوں نے رابیل کو دیکھتے ہی جنید کو ڈانٹا۔ اس نے پلٹ کر رابیل کے ہاتھ سے ٹرے لے لی۔

"یہاں بیٹھو رابیل! آتشدان کے پاس۔" خود وہ جگہ خالی کر کے دوسری سائیڈ پر چلا گیا تھا۔

"اب کیا خالی کافی پر ٹرخاؤ گے۔" انہوں نے گھورا۔ تو وہ کان کھجاتا کچن میں چلا گیا۔ ذرا سی دیر میں وہ اخروٹ کا حلوہ دو پلیٹوں میں نکال لایا تھا۔ ایک پلیٹ اس نے رابیل کے سامنے رکھی، دوسری خود لے کر بیڈ پر ماما کے پاس ٹک گیا۔

"تم آئے کب تھے؟" ماما نے کافی کا سپ لیا۔ پھر رابیل کو دیکھ کر بولیں۔ "بہت اچھی بنی ہے۔"

"واقعی حیرت ہے۔" جنید نے اپنا مگ اٹھایا تو ماما اسے گھورنے لگیں۔

"میں تم سے آنے کے متعلق پوچھ رہی تھی۔"

"اب تو جانے کی بات کریں۔"

"مطلب۔"

"ایک گھنٹہ پہلے آیا تھا۔ محض آپ کو دیکھنے اب تو واپس جانا ہے۔"

"کیوں؟"

"ڈیوٹی از ڈیوٹی۔ ویک اینڈ پر آؤں گا۔"

"پرامس۔" انہوں نے بے تاب ہو کر پوچھا۔

"پرامس۔" جنید نے گرمجوشی سے ان کا ہاتھ دبایا۔

"یہ بچی یونہی خاموش رہتی ہے۔" انہوں نے چپ بیٹھی رابیل کو دیکھا۔

"نہیں، بہت بحث کرتی ہے۔ بہت لڑتی ہے اور بہت غصہ بھی کرتی ہے۔ یہ تو آپ کا رعب یا جلال ہے۔ جو یوں گم صم ہو گئی ہے۔"

"ہوں بہت بولنے لگے ہو۔"

"میں اب چلتی ہوں آنٹی۔" وہ مگ رکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"اتنی جلدی۔" وہ اس کے یوں اٹھ جانے پر حیران ہوئیں۔

"تم نے تو حلوہ بھی نہیں کھایا۔" جنید یوں بولا گویا وہ یہاں صرف اخروٹ کا حلوہ کھانے آئی تھی۔

"بارش رک گئی ہے اور ممی پریشان ہو رہی ہوں گی۔" وہ گویا اجازت مانگ رہی تھی۔

"میں چھوڑ آتا ہوں۔" جنید نے پلیٹ اور مگ ایک طرف رکھا اور کھڑا ہو گیا۔

"ہاں تم چھوڑ آؤ۔"

"او نہیں مام جاؤ۔ میں بس جا رہا ہوں۔ پھر ویک اینڈ پر آؤں گا۔" وہ جھکا۔ انہوں نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور ان کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

"خود کو فورس مت کرنا۔ اگر فری ہوئے تب آنا۔"

"فورس تو مجھے آپ اور آپ کی محبت کرتی ہے مام۔"

"رابیل بیٹا! پھر کبھی ضرور آنا۔ میں تو سارا دن گھر پہ تنہا ہی ہوتی ہوں۔"

وہ اثبات میں سر ہلا کر اور خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آئی۔

"تم اتنی دور تنہا مت نکل آیا کرو۔" وہ اس کے برابر چلنے لگا۔

"آپ میری تھوڑی برائیاں اور گنوا دیتے۔"

"ہاں۔" اس کا جاندار قہقہہ فضا میں بکھرا۔ "گنوا دیتا جو ــــــ ماما مجھے روک نہ دیتیں۔ بائی دا وے ماما کیسی لگیں تمہیں؟"

"نائس۔ آپ سے بہت مختلف ہیں۔"

"خوامخواہ میرے پیچھے پڑ گئی ہو۔ یقین کرو اتنا برا نہیں ہوں۔"

"اس سے زیادہ ہیں۔"

وہ ایک دم رک کر سامنے آیا۔

"تم مجھے واقعی ایسا ہی سمجھتی ہو۔"

رابیل کچھ لمحے اسے یونہی دیکھتی رہی۔ پھر سر جھٹک کر مسکرائی۔

"سینس آف ہیومر تو آپ میں بھی نہیں ہے۔"

وہ اس کی سائیڈ سے نکل کر آگے چلنے لگی۔ بارش میں دھل دھلا کر سبزہ نکھر آیا تھا۔ چہار سو گویا بارش نہیں رنگ برسے تھے۔ جنید نے گردن موڑ کر اسے جاتے دیکھا۔ پھر پُرسوچ انداز میں مسکرایا۔

"تمہارا میرے ساتھ ایک وعدہ تھا۔"

"کافی کا۔" رابیل کچھ سوچ کر بولی۔

"تمہیں یاد ہے؟"

"میری یادداشت اتنی کمزور نہیں۔ دوسرے وہ وعدہ نہیں ادھار تھا۔"

"کب چکاؤ گی وہ ادھار؟"

"آپ کہیں تو آج ہی۔" وہ اپنے گھر کے عین سامنے کھڑی تھی۔ جنید نے کچھ لمحے سوچا۔ پھر کچھ

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

سوچ کر نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر سہی۔ دوبارہ ملنے کا بہانا تو چاہیے نا۔"

رابیل نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈھلوانی رستے پر چڑھنے لگی۔ پھر پلٹ کر اس نے جنید کو پکارا۔

"جنید صاحب! مجھ سے ملنے کے لیے کسی بہانے کی ضرورت نہیں میں اور میرے گھر والے بہت مہمان نواز ہیں۔ آپ کو جب بھی آنا ہوا تو بغیر کسی بہانے کے آجائیے گا۔"

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی۔ ہاتھ ہلا کر چل دی۔ جنید نے اسے گھر کے اندر غائب ہونے تک دیکھا۔ پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

کئی دن ایک ایک کر کے بیت گئے۔ کبھی وہ تانیہ کی طرف چلی جاتی۔ کبھی تانیہ اس کی طرف آجاتی۔ وہ دوستوں کے معاملے میں بہت محتاط تھی۔ تب ہی محض تانیہ کے ساتھ ہی دوستی ہوئی البتہ جان پہچان بہت سے لوگوں کے ساتھ تھی۔ لیکن ان میں بھی اکثریت وادی کے ان پڑھ اور محنت کش لوگوں کی تھی۔ وہ ان کے مسائل دیکھتی اور سمجھتی تھی۔ جہاں تک ہو پاتا مدد بھی کرتی۔ باسط اور پاپا کا ایک دو بار فون آیا تھا۔ اس دن تانیہ نے سارا دن اس کے پاس گزارا تھا۔ وہ اسے سی آف کرنے گیٹ تک چلی آئی۔ تب ہی راستے کے اختتام پر ایک مقامی شخص نے تانیہ کو روک کر کچھ پوچھا تھا۔ تانیہ نے اوپر کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ جو پلٹنے والی تھی۔ وہیں رک کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی باسکٹ تھی۔

"آپ رابیل بی بی ہو؟" اس نے قریب آکر پوچھا۔

"ہاں!"

"یہ ہماری بیگم صاب نے بھجوائی ہیں۔" اس نے ٹوکری رابیل کی طرف بڑھائی۔

"بیگم صاحب۔" رابیل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اک کاغذ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ چھوٹے سے کاغذ پر ایک ہی سطر تھی۔

تم نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا تھا اچھی لڑکی۔

جنید کی ماما

"نہیں میری طرف سے شکریہ کہنا اور کہنا میں آؤں گی۔" رابیل نے مسکرا کر کہا اور باسکٹ تھام لی۔ وہ سلام کر کے چلا گیا۔ رابیل باسکٹ سنبھال کر اندر لے آئی۔

"یہ کیا اٹھا لائی ہو۔؟" ماما نے پوچھا۔

"ممی! وہ جنید کی ماما ہیں نا۔ انہوں نے بھجوایا ہے کچھ۔" وہ ان کو پہلے ہی سب بتا چکی تھی۔ ساتھ ہی اس نے باسکٹ کھولی۔ ناشپاتیاں تھیں۔ ہلکی زرد اور بڑی بڑی۔

"تم ان کا شکریہ ادا کرنا۔ مگر باسکٹ خالی مت لے جانا۔"

"او کے۔"

اگلے دن تک وہ سوچتی رہی کہ باسکٹ میں کیا لے کر جائے اور پھر کچھ سوچ کر وہ سہ پہر میں بارش ہو جانے کے بعد چھتری اور باسکٹ لے کر نکل آئی۔ جنید کا گھر ان کی بیک سائیڈ پر تھا۔ اسے ایک لمبا چکر کھا کر جانا پڑتا تھا۔ اسے آنٹی ناشپاتی کے چھوٹے سے باغ میں ہی مل گئی تھیں۔ وہ ناشپاتی اتروا رہی تھیں۔ جبکہ ان کے دونوں ملازم ان کو ٹوکریوں میں رکھ رہے تھے۔

"ہیلو آنٹی۔"

"اوہ رابیل۔" وہ چونک کر پلٹیں۔ "کتنے دنوں بعد آئی ہو۔ میرا تو خیال تھا تم اگلے دن ہی آؤ گی۔"

"وہ بس کچھ مصروفیت رہی آنٹی! تو اس لیے۔" وہ ان کی اتنی محبت پر شرمندہ سی ہو گئی۔

"یہ بتاؤ ناشپاتی کھائی تھی۔؟" اسے شرمندہ دیکھ کر انہوں نے موضوع ہی بدل دیا۔

"ارے آنٹی! ان میں تو بیج ہی نہیں تھے اور بہت مزے کی تھیں۔ آپ کے اپنے باغ کی تھیں نا۔"

"آف کورس!"

"ممی تھینک یو کہہ رہی تھیں۔"

"شکریہ کی کیا بات ہے بیٹا۔ آؤ اندر کافی پئیں گے اور بہت سی باتیں کریں گے۔ اس دن تو تم سے کوئی بات ہی نہیں کی۔ تم اتنی جلدی چلی گئی تھیں۔"

"ممی کو بتا کر نہیں آئی تھی نا اس لیے۔ آج تو بالکل فارغ ہوں۔"

"اور آج تمہیں اخروٹ کا حلوہ بھی کھانا ہو گا۔ بالکل تازہ بنایا ہے میں نے۔"

"آپ ککنگ بھی کر لیتی ہیں آنٹی۔"

"تو کیا کروں۔ سارا دن فارغ ہی تو ہوتی ہوں۔ بس یہی کچھ کر کے خود کو مصروف رکھتی ہوں۔"

"ممی بھی بہت اچھی ککنگ کر لیتی ہیں۔" حالانکہ وہ ڈاکٹر ہیں۔" وہ اسے لیے اندر آگئیں۔ "بیٹھو۔"

"آپ کو کیسے پتا چلا؟۔" اس نے باسکٹ اور چھتری نیچے رکھی اور خود کاؤچ پر بیٹھ گئی۔

"جنید نے بتایا تھا۔"

"اچھا!" رابیل کی نظریں کارنس پر دھری جنید کی تصویر پر گئیں۔

"میں تمہارے لیے کافی بنا کر لاتی ہوں۔"

"میں آپ کے ساتھ آتی ہوں آنٹی! یہاں اکیلی کیا کروں گی۔" وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"اچھی بات ہے۔" وہ خوش دلی سے بولیں اور اسے ساتھ لے کر کچن میں آگئیں۔

"تم پڑھتی ہو؟"

"بی اے کا ایگزام دیا ہے۔ رزلٹ کا انتظار کر رہی ہوں۔"

"آگے پڑھو گی؟"

"سوچوں گی۔" اس نے لاپروا سے لہجے میں کہا۔

"لائیں کافی میں بناتی ہوں۔" وہ مشفق سی خاتون تھیں۔ پھر تنہا۔

کافی لے کر وہ لوگ سٹنگ روم میں آگئے۔ آنٹی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہیں۔ تب ہی میاؤں میاؤں کی معصوم سی آوازوں سے وہ چونک گئیں۔

"یہ، یہ بلی کہاں سے آگئی؟"

"وہ۔" رابیل کی نگاہ باسکٹ تک گئی۔

"یہ، یہ آوازیں باسکٹ سے آرہی ہیں۔"

"وہ آنٹی! ممی کہہ رہی تھیں باسکٹ خالی مت لے جانا۔ تو میں یہ۔" اس نے باسکٹ سامنے کر کے ڈھکن اٹھا دیا۔

"اور تم میرے لیے یہ بلی کے بچے لے آئیں۔" ننھے منے روئی کے گالے جیسے دو سفید بچے باسکٹ سے جھانک رہے تھے۔

"دراصل آنٹی! وہ ان کی مدر اک روڈ ایکسیڈنٹ میں مر گئی ہے۔ میں نے گیراج میں چھپا کر رکھے تھے، آپ، آپ کو اچھے نہیں لگے۔" اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے میری بیٹی لائی ہے تو اچھے کیوں نہیں لگیں گے۔" وہ مشفق لہجے میں بولیں ساتھ ہی گلریز کو آواز دی۔

"یہ لے جاؤ ان کو اور بہت سنبھال کر رکھنا۔" گلریز کے آنے پر انہوں نے کہا۔

"ان کو دودھ بھی پلا دینا۔ کسی کم گہرے پیالے میں ڈال کر اور باری باری پلانا۔ یہ کلی ہے نا بڑا تیز ہے۔ سب پی جائے گا۔" اس نے ایک بچے کی سر پر پیار بھری چپت لگائی۔ گلریز نے بڑی حیرت سے انہیں پھر بلی کے بچوں کو دیکھا۔

"مگر بیگم صاب!"

"تم لے جاؤ۔ گلریز۔" انہوں نے رسانیت سے کہا۔ وہ ٹوکری اٹھا کر باہر نکل گیا۔

"آنٹی ہم ان کے لیے علیحدہ گھر بھی بنائیں گے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔" وہ خوش دلی سے بولیں۔

رابیل آنٹی کے ساتھ بہت اچھا وقت گزار کر آئی تھی۔

"ممی! آپ بھی ان سے ملیے گا۔ وہ بہت اچھی، بہت نائس ہیں۔"

"ہاں بھائی! اب تو ملنا ہی پڑے گا۔ ہماری بیٹی نے اتنی تعریفیں جو کر دی ہیں۔"

"مجھے تو حیرت ہے۔ آپ آج تک ان سے ملیں نہیں۔ حالانکہ وہ ہمیشہ سے یہیں رہتی آئیں ہیں۔"

UrduPhoto.com

رابیل نے قدرے حیرت سے پوچھا۔

"میں تو ہمیشہ سے یہاں نہیں رہی۔ زیادہ تر ایجوکیشن کے سلسلے میں پنڈی اور اسلام آباد ہی رہی تھی۔ اب بھی اتنی مصروفیت ہے کہ زیادہ ملنے جلنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔" ممی نے قدرے تفصیل بتائی۔

"کل چلیں گی میرے ساتھ۔"

"کل، نہیں پھر کسی دن سہی۔" انہوں نے اپنی مصروفیت سوچ کر انکار کیا۔

"چلیں ٹھیک ہے۔" وہ بھی فوراً مان گئی۔

"ویسے اچھا ہے۔ تمہیں اک نئی مصروفیت مل گئی۔ اب خوب اپنی آنٹی کے ساتھ گپیں لگانا۔" ممی نے ہنس کر کہا اور اگلے دن وہ آنٹی کے ساتھ مل کر کلی اور ڈکی کے لیے چھوٹا سا گھر بنا رہی تھی۔

"تمہاری انگیجمنٹ ہو گئی ہے رابیل۔" آنٹی نے اچانک پوچھا۔

"جی ہو گئی ہے۔" رابیل نے منہ بنایا۔

"کہاں ہوئی ہے؟"

"کوئی انجینئر ہیں۔ جنید احتشام اسلام آباد میں ہوتے ہیں۔ پاپا کے کسی دوست کے بیٹے ہیں۔"

"تم اس سے ملیں نہیں۔" آنٹی نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں۔" رابیل نے مایوسی سے سر ہلایا۔

"اچھا تمہاری فیملی اتنی کنزرویٹو لگتی تو نہیں۔" انہوں نے رابیل کے حلیے پر نگاہ کی۔ حسب معمول وہ سفید جینز اور بلو شرٹ میں ملبوس تھی۔

"منگنی کیسے ہوئی۔"

"جنید کے ممی ڈیڈی آئے تھے۔ اس کی ممی نے رنگ پہنائی اور منگنی ــــ ہو گئی۔" اس نے اپنی بے رنگ منگنی کی تفصیل بتائی۔

"تم سے پوچھا بھی نہیں کسی نے۔"

"پوچھا تھا۔ تصویر بھی دکھائی تھی۔ مگر میں اس وقت غصے میں تھی۔ لفافہ باسط کے منہ پر دے مارا۔ وہ اتنا ذلیل نکلا۔ آج تک واپس ہی نہیں دی حالانکہ میں کئی بار چپکے چپکے اس کے کمرے کی تلاشی لے چکی ہوں۔" وہ بڑی بے بسی سے کہہ رہی تھی۔

"تو تم اس سے ایک بار مل ہی کیوں نہیں لیتیں۔" آنٹی نے مشورہ دیا "اور یہ کوئی اتنی معیوب بات بھی نہیں۔ حق ہے تمہارا۔"

"پہلے تو نہیں۔ بٹ اب میرا دل چاہتا ہے ایک بار اس سے ملنے کو مگر میں ملوں گی نہیں۔"

"کیوں؟"

"کیا اس نے ایک بار بھی کہا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے، وہ مصروف ہو۔"

"ہاں مصروف تو بہت ہیں وہ۔ سنا ہے بہت پریکٹیکل انسان ہے۔ ایک ایک سیکنڈ کو کیلکولیٹ کرنے والا۔ گھڑی کی سوئی کے ساتھ چلتا ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ ایسے لوگ تو بہت آگے جاتے ہیں۔"

"بظاہر۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کو پتا ہے یہ بڑے بڑے عظیم لوگوں کی ازدواجی زندگی کیوں ناکام رہتی ہے۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ وہ ہر فیصلہ دماغ سے کرتے ہیں۔ دل جیسی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی ان کے پاس۔ ان کے نزدیک نازک و خوب صورت جذبات کچھ بھی معنی نہیں رکھتے۔" یہ سب کہتے ہوئے آنٹی کو وہ ہر گز وہ رابیل نہیں لگی تھی جو ان کے لیے بلی کے بچے لائی تھی۔

"شادی کے بعد تم بھی تو پریکٹیکل ہو جاؤ گی۔ ہر لڑکی ہو جاتی ہے۔ تتلی اور جگنو کے پیچھے بھاگنا وقت کا ضیاع لگتا ہے۔ شادی کے بعد کہاں یاد رہتے ہیں یہ تتلی اور جگنو۔"

"میں باسط اور ثانیہ کو دیکھتی ہوں تو حیران رہ جاتی ہوں۔ کتنا سمجھتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو ان کی تو چلیں بچپن سے دوستی بھی ہے۔ مگر کبھی کوئی کارڈ، کبھی کوئی فون کچھ بھی نہیں۔ میں اس کے لیے اس بے جان ڈائمنڈ رنگ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ جسے میری انگلی میں ڈال کر وہ بھول گیا ہے۔" وہ سخت برگشتہ تھی کہ جس طبقے سے وہ تعلق رکھتی تھی وہاں یہ سب بہت اہمیت رکھتا تھا۔

"ڈونٹ وری۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں تمہارے لیے کچھ لاتی ہوں۔" آنٹی تسلی آمیز لہجے میں کہہ کر کھڑی ہو گئیں۔

"مجھے لگتا ہے آنٹی! میں اس جیسے شخص کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"

"تو کیسا شخص چاہیے تمہیں؟" آنٹی نے ذرا رک کر پوچھا۔ وہ خاموشی سے لکڑی میں کیل ٹھونکنے لگی۔ آنٹی کچھ لمحے منتظر رہیں۔ پھر اندر کی طرف بڑھ گئیں۔ وہ ہاتھ روک کر نجانے کیا سوچنے لگی۔ پھر زیر لب بڑبڑائی۔

"ہاں اگر جنید خان جیسا ہوتا تو۔۔۔۔"

"تو۔۔۔۔" وہ عین اس کے سامنے بیٹھا۔ رابیل ششدر سی اسے دیکھے گئی اور جب اپنا ہی جملہ سمجھ میں آیا تو تیزی سے کھڑی ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا؟" جنید نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں چلتی ہوں۔" رابیل بہ دقت بولی۔

"کیوں؟" اس کی نگاہوں میں مسکراہٹ جاگی۔ رابیل بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اتر گئی۔ جنید اٹھ کر گرل تک آ گیا۔ اس نے بہت دور تک۔ رابیل کو بھاگتے دیکھا۔ سرخوشی کا ایک عجیب احساس اس کے پورے وجود میں سرایت کر گیا تھا۔ دونوں ہتھیلیاں گرل پر ٹکا کر اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ اس کے لبوں کی مسکراہٹ بڑی جان دار تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"او گاڈ! کیا ہو گیا تھا مجھے۔ ابھی اس شخص کو جانتی ہی کتنا ہوں میں۔ ابھی کچھ دن پہلے تک وہ شخص کتنا برا اور ناقابل برداشت لگتا تھا۔ پھر میں اتنی جلدی کس طرح سوچ سکتی ہوں کہ میں رابیل مراد، جنید خان جیسے شخص کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہوں۔" مارے خجالت و شرمندگی سے اس کا برا حال تھا۔

"کیوں پھسل گیا وہ جملہ میرے منہ سے، اور یہ بھی ضروری تھا کہ جنید سن بھی لیتا۔" جب سے آئی تھی۔ بس یہی سوچے جا رہی تھی۔ ممی کب سے اسے آوازیں دے رہی تھیں۔ پھر خود ہی اس کے کمرے تک چلی آئیں۔

"کہاں گم ہو رابی؟ کب سے پکار رہی ہوں۔ باسط کا فون ہے تم سے بات کرنا چاہ رہا ہے۔" انہوں نے موبائل اس کے ہاتھ میں تھمایا اور خود چلی گئیں۔

"ہیلو۔"

"تھینک گاڈ! تم زندہ ہو۔"

"تم نے کیا سوچا تھا، تمہارے جانے کے بعد میں خودکشی کر لوں گی۔"

"جس طرح آنٹی مسلسل تمہیں آوازیں دے رہی تھیں اور تم جس طرح خاموش تھیں۔ اس کے بعد تو میں یہی سوچ سکتا تھا۔ کیا سو رہی تھیں؟"

"یہی سمجھ لو۔" وہ بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔

"سمجھ لیا۔ شام کو چھ بجے سونے کی نامعقول حرکت صرف تم کر سکتی ہو۔"

"فون کیوں کیا ہے؟"

"تمہارا حال پوچھنے کے لیے، کیسی ہو؟"

"آئی ایم فائن۔۔۔۔!"

"شہر کا موسم کیسا ہے؟"

"جب سے تم گئے ہو بہت اچھا ہے۔"

"یہ تو تم کہہ رہی ہو ذرا ثانیہ سے پوچھو۔"

"اس سے تم خود پوچھا کرو۔ تمہاری اسٹڈیز کیسی جا رہی ہیں؟"

"بہت زوروں پر ہیں۔ اگلے دو ماہ تو سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں۔"

"سرونٹ بھجوا دوں۔"

"کس لیے؟"

"سر کھجانے کے لیے۔"

"تھاٹ بیڈ آئیڈیا۔" وہ ہنسا۔ "اچھا سنو! میں تمہارے اس پرنس چارمنگ سے ملا ہوں۔ یار! کیا غضب کا بندہ ہے اور کیا ڈریسنگ ہے۔ مجال ہے جو

UrduPhoto.com

اس کے لباس پر کبھی ایک شکن بھی دیکھی ہو۔ اس کا بیڈ روم دیکھو۔ ایک سے ایک خوب صورت اور قیمتی چیز سجی ہے۔ میرا تمہارا بیڈ روم تو کباڑ خانہ ہے اس کے نزدیک۔"

"تو مجھے کیوں بتا رہے ہو؟" اسے کوفت ہونے لگی۔

"یار! اس لیے بتا رہا ہوں کہ تھوڑا سدھر جاؤ۔ ان کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے تو بہت الرٹ ہونا پڑے گا۔" باسط جانتا تھا' وہ کتنی لاپروا ہے۔ اس لیے کچھ زیادہ ہی بڑھا دیتا تھا۔

"ویسے پوچھ رہے تھے تمہارا؟"

"کیا؟" وہ بے اختیار پوچھنے لگی۔

"یہی کہ ان کی پرنسس نے تتلیوں اور جگنوؤں کے پیچھے بھاگنا بند کیا یا نہیں۔"

"میں کسی کے بھی پیچھے بھاگوں' انہیں کیا تکلیف ہے۔" وہ چڑ ہی تو گئی۔

"یہی تو معلوم نہیں۔ پوچھ کر بتا دوں گا۔"

"اب واقعی پوچھنے مت بیٹھ جانا۔" رانبل نے بے اختیار کہا۔

"اچھا کیا بتا دیا۔ میں تو واقعی پوچھ لیتا کہ سر آپ کو کیا تکلیف ہوتی ہے اگر ہماری رانبل تتلیوں کے پیچھے۔"

رانبل نے چڑ کر فون بند کر دیا۔

"سمجھتا کیا ہے وہ خود کو۔"

♥ ♡ ♡ ♥

وہ گل بی بی سے بیکڈ قیمہ بنانا سیکھ رہی تھی جب عبدل نے آکر بتایا۔

"آپ کا کوئی مہمان آیا ہے۔"

"کون ہے؟"

"پتا نہیں جی۔ نام نہیں بتایا۔"

"عبدل! نام تو پوچھ آیا کرو۔" وہ ایپرن اتارتے ہوئے بولی۔ "ممی نہیں آئیں؟"

"آ گئی ہیں۔ ڈرائنگ روم میں ہیں۔"

"اچھا!" ہاتھ دھو کر وہ ڈرائنگ روم میں آئی تو جنید کو دیکھ کر رک سی گئی۔

"آؤ بیٹا! جنید کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔" ممی نے شاید مکمل تعارف حاصل کر لیا تھا۔ تب ہی خوش دلی کے ساتھ بولیں۔

"گل بی بی! کافی لے آؤ۔" رانبل نے پلٹ کر آواز دی۔

"نہیں میں کافی پینے نہیں آیا۔" جنید نے فوراً انکار کر دیا۔

"تو؟"

"آپ کو لینے آیا ہوں۔ ممی بلا رہی ہیں۔"

وہ ابھی کوئی معقول بہانا سوچ ہی رہی تھی کہ ممی بول اٹھیں۔

"ہاں ہاں چلی جاؤ۔"

"ممی! وہ میں۔"

"ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے پلیز۔"

"او کے۔" وہ با دلِ نخواستہ اس کے ساتھ آ گئی تھی۔

"اتنا سا سچ بول کر گھبرا گئیں۔" پتھریلا رستہ عبور کر کے وہ لوگ روڈ پر آئے تو جنید اچانک بولا تھا۔

"جی؟"

"اگر اپنے ہی سچ کو فیس کرنے کی ہمت نہیں تو اسے جھوٹ کا لبادہ اڑھا دیں۔"

"میں نے کوئی سچ جھوٹ نہیں بولا۔ آپ نجانے کیا سمجھ بیٹھے ہیں۔"

"لیکن یہ تو سچ ہے نا کہ میں آپ کو پسند کرتا ہوں۔"

وہ ساکت ہو گئی۔ پھر سنبھل کر بولی۔

"سچ تو یہ بھی ہے کہ میں آپ کو پسند نہیں کرتی۔"

جنید نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ نگاہوں میں بے یقینی تھی۔

"جنید احتشام کو کرتی ہو۔"

"ہاں۔" وہ جز بز ہو کر بولی۔

"اس کے باوجود کہ تمہارے اور اس کے مزاج میں کوئی مطابقت نہیں۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔ شادی تو مجھے اسی کے ساتھ کرنا

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔ "اور جنید صاحب پلیز' آپ میری پرسنل لائف میں انٹرفیئر مت کیا کیجیے۔"

"پرسنل لائف۔" اس نے زیر لب دہرایا پھر کندھے اچکا کر بولا تھا۔ "او کے۔"

"آنٹی کو کیا ہوا ہے؟"

"جا رہی ہیں۔ پوچھ لیجیے گا۔" وہ رکھائی سے بولا تھا۔

آنٹی کو بخار تھا۔ دیکھتے ہی شکوہ کرنے لگیں۔

"اتنے دنوں کے بعد کیوں آئی ہو؟"

"آپ کو کیا ہوا؟" وہ ان کا سوال نظر انداز کر گئی۔ جنید اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گیا تھا۔

"جب بہت تنہا ہوتی ہوں تو بیمار ہو جاتی ہوں۔ شاید اپنوں کو پاس بلانے کا بہانا ڈھونڈنے لگتی ہوں۔" وہ مضمحل سا مسکرائیں۔

"اپنوں کو پاس بلانے کے لیے بہانوں کی ضرورت ہوتی ہے؟" اس نے سوال کیا۔

"ہاں! پہلے تو کوئی ایسا نہیں جسے میں اپنے پاس بلا سکتی۔ اب دھیان بار بار تمہاری طرف جاتا تھا۔ مگر میں نے سوچا' تم مصروف ہو گی۔ اس لیے ملازم کو نہیں بھیجا۔ آج جنید خود ہی لے آیا۔" انہوں نے پانی ڈالنے کو جگ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ خالی تھا۔

"بہت اچھا کیا انہوں نے۔ میں پانی لاتی ہوں۔" رانبل جگ اٹھا کر کچن میں آئی۔ جنید شاید کافی بنا رہا تھا۔ آہٹ پر پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"پانی لینا تھا۔"

"میں لاتا ہوں۔ تم چلو۔" جنید نے جگ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ رانبل پلٹ آئی۔ وہ اس کے پیچھے ہی پانی اور کافی لے آیا۔ مگ اس کے ہاتھ میں تھما کر پھر باہر نکل گیا۔ رانبل وہاں بہت دیر رکنا چاہتی تھی۔ مگر اس وقت گھر میں جنید کی موجودگی ڈسٹرب کر رہی تھی اگرچہ وہ کمرے میں نہیں تھا۔ سو اگلے دن کا وعدہ کر کے اٹھ گئی۔ جنید باہر ہی بیٹھا تھا۔ کافی کا خالی مگ سامنے پڑا تھا۔

"بہت جلد جا رہی ہو۔"

رانبل نے بس اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"پھر ضرور آنا۔ ممی بہت یاد کرتی ہیں تمہیں۔"

وہ خاموش ہی رہی۔

"پتا ہے رانبل! ہمارے گھر کے پیچھے ایک چھوٹی سی آبشار ہے۔"

"جانتی ہوں۔"

"میں وہاں بیٹھ کر اکثر ایک بات سوچتا ہوں۔"

"کیا؟" پہلی سیڑھی پر رک کر اس نے یوں ہی پوچھا تھا۔

"کاش تمہاری انگیجمنٹ نہ ہوئی ہوتی۔" وہ محض نظروں کا زاویہ بدل کر بولا تھا۔ نجانے وہ یہی بات سوچتا تھا۔ یا اب اس کے ذہن میں آئی تھی۔ رانبل کی پیشانی پر اک شکن سی ابھری مگر نجانے کیوں وہ خاموشی سے لوٹ آئی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے ان کی؟" ممی نہا کر نکلی تھیں۔

"ٹھیک ہیں۔ بس ہلکا سا بخار ہے۔"

"جنید بہت اچھا لڑکا ہے۔ میں آج پہلی بار ملی ہوں اس سے۔"

"وہ زیادہ اچھا نہیں ہے۔ میں کئی بار ملی ہوں اس سے۔"

ممی نے بے حد حیرت سے اسے اوپر جاتے دیکھا تھا۔

شاید انہیں جنید کا شوخ و شریر' سادہ سا بے تکلفانہ انداز اچھا لگا تھا۔ کچھ بھی تھا۔ مگر وہ شخص اسے دھیرے دھیرے ڈسٹرب کرنے لگا تھا اور وہ ڈسٹرب ہونا نہیں چاہتی تھی۔ تب ہی وہ کئی روز وہاں جاتی رہی۔ مگر کبھی ویک اینڈ پر نہیں گئی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"ممی! آپ سے ایک بات پوچھوں۔؟"

"پوچھو۔" وہ نیوز بڑے انہماک سے سن رہی تھیں۔

"آپ نے میری منگنی ـــ جنید احتشام کے

ساتھ ہی کیوں کی؟"

"ہم کسی سے بھی کرتے۔ آج تم یہی سوال کر رہی ہوتیں۔"

"ممی پلیز۔"

ممی نے ٹی وی آف کر دیا "یہ کیسا سوال ہے بیٹا۔ وہ ایک اچھا، معقول اور شریف انسان ہے۔ تمہیں خوش رکھے گا۔ بس یہی سوچ کر بات طے کر دی۔"

"آپ کو یقین ہے، وہ مجھے خوش رکھے گا۔"

"رابیل۔" ممی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بظاہر ایک اچھے پرپوزل میں جو خوبیاں ہوتی ہیں۔ وہ سب جنید کے پرپوزل میں موجود تھیں۔ وہ ایک ویل آف فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ کامیاب انجینئر ہے۔ گڈ لکنگ ہے۔ باقی تو تمہاری قسمت ہے بیٹا۔"

"ممی! کیا جنید خوش ہیں؟"

"کیوں نہیں ہو گا اور تم کیا سوچ رہی ہو۔ اتنی کیئر کرتے ہیں وہ لوگ۔ تمہاری ساس تو کئی کئی بار تمہارے لیے فون کرتی ہیں۔"

"میری شادی اس کی مدر کے ساتھ نہیں ہو گی ممی۔" وہ چڑ کر بولی۔

"تو پھر تم چاہتی کیا ہو؟"

"اس سے ملنا۔ میں کم از کم ایک بار اس سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"کیا ہوا رابیل؟" انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کچھ غلط تو نہیں کہا میں نے۔ ہمارے لیے زیادہ بہتر ہے کہ ہم ایک دوسرے سے مل لیں۔"

"تم نے پہلے تو ایسی بات نہیں کی تھی۔"

"اب کر رہی ہوں نا۔"

"اب کیا ضرورت پڑ گئی۔"

"ممی! کوئی انہونی بات تو نہیں کہہ دی میں نے کیا کوئی پرابلم ہے۔"

"تو پرابلم کیا ہو گی۔ وہ تو نہ جنید نے ایسی کوئی بات کی اور نہ تم نے۔"

"یہی پرابلم ہے ممی۔ جنید احتشام جیسا شخص یوں بنا سوچے سمجھے کس طرح راضی ہو سکتا ہے۔"

"بنا سوچے سمجھے۔ بھئی اس نے تمہیں دیکھ رکھا تھا۔"

"مجھے۔ کہاں۔؟"

"کہیں بھی دیکھا ہو گا۔ تب ہی تو پرپوزل بھیجا تھا۔ پھر تمہاری تصویریں بھی لے گئی تھیں مسز احتشام۔"

"اور منگنی کے وقت غائب ہو گئے تھے موصوف۔" وہ جل کر بولی۔

"اسے جاپان جانا پڑ گیا تھا ایک کورس کے سلسلے میں۔ سب کچھ طے تھا۔ سوچا کیا ڈیلے کریں۔ سو یوں ہی منگنی کر دی۔ تمہارے پاپا سے تو ملاقات ہوتی رہتی ہے اس کی۔ باسط بھی مل چکا ہے۔ اگر تم ملنا چاہتی ہو تو میں تم دونوں کی ایک میٹنگ ارینج کروا دوں گی۔" انہوں نے مسئلہ حل کیا۔

"تھینک یو مام۔"

♥ ♡ ♡ ♥

"آنٹی! میں نے ممی سے کہہ دیا ہے، میں جنید احتشام سے ملوں گی۔"

"یہ تو بہت اچھا کیا۔" وہ آنکھیں موندے ایزی چیئر پر نیم دراز تھیں۔ گود میں کتاب الٹ کر رکھی تھی، جبکہ رابیل خود ادھر ادھر ننھے ننھے کاسنی پھول جمع کر رہی تھی۔

"اب میں بہت پریکٹیکل ہو رہی ہوں۔"

"کیوں؟"

"اگر وہ ویسا ہی ہوا جیسا باسط بتاتا ہے تو زندگی بہت مشکل ہو جائے گی۔"

"خوابوں کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دو لڑکی۔ بی پریکٹیکل۔"

"اگر وہ مجھے بالکل پسند نہ آیا تو۔؟"

"فیصلہ تو تم ہی کو کرنا ہے۔"

"ہاں۔" رابیل پھول سمیٹ کر ان کے قریب چلی آئی۔

"آنٹی! ایک بات پوچھوں۔"

"اجازت کیوں مانگ رہی ہو۔؟"

"آپ کے شوہر یہاں نہیں آتے؟۔" رابیل نے جھجکتے ہوئے پوچھا کہ اتنے ڈھیر سارے دنوں میں اس نے ایک بار بھی ان کو یہاں آتے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی کبھی آنٹی نے ذکر کیا تھا۔ ان کی ہر بات جنید سے شروع ہو کر جنید پر ہی ختم ہو جاتی تھی۔ کرید کی اسے عادت نہیں تھی۔ سو اس نے یہی سمجھا جنید ان کی اکلوتی اولاد ہے۔ آج اچانک خیال آیا تو پوچھ بیٹھی۔

آنٹی کی جھولتی کرسی رک گئی۔ انہوں نے آنکھیں کھول کر عین سامنے سرسبز پہاڑوں کی چوٹیوں پر اترتے شام کے نارنجی رنگوں کو دیکھا۔

"جنید کے پاپا کا پوچھ رہی ہو۔؟"

"ایک ہی بات ہے۔"

"ایک بات نہیں ہے۔" ان کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"آپ کی لڑائی ہے ان سے؟۔" ان کے جواب سے وہ یہی اندازہ لگا سکی تھی۔

"وہ مجھے چھوڑ چکا ہے۔"

"واٹ یو مین ڈائیورس۔"

"زبان سے تو نہیں مگر دل سے تو اسی دن طلاق دے دی تھی جب نکاح کے تین بول پڑھے تھے۔"

"بٹ وائے۔"

"میں عمر میں اس سے بڑی تھی۔ خاندانی روایات کے مطابق اسے مجھ سے شادی کرنا پڑی۔ ایک سال بعد ہی وہ بھاگ گیا اور دوسری شادی کر لی۔ وجہ معقول تھی۔ اولاد نہیں دے سکی میں اسے۔" وہ بالکل سپاٹ لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"تو۔۔۔ تو یہ جنید۔۔۔۔"

"ہی از مائی اسٹیپ سن۔"

"اوہ نو۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اتنا پیار کرتے ہیں وہ آپ سے اور آپ ان سے۔" وہ متحیر سی کہہ رہی تھی۔

"ہاں، بہت پیار کرتا ہے مجھ سے۔ بچپن کے کچھ سال اس نے یہیں گزارے تھے۔ جب اس کے دادا دادی زندہ تھے۔ اب بھی ہر ویک اینڈ پر صرف میرے لیے آتا ہے۔"

ان کے لہجے میں وہی شفقت و محبت در آئی تھی جو کسی ماں کے لہجے میں اپنی اولاد کے لیے ہوتی ہے۔

"میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔" اسے واقعی بہت دکھ ہوا تھا۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں۔ خوابوں کے پیچھے مت بھاگا کرو۔ یہ زندگی اتنی رحم دل نہیں۔" وہ اک طویل سانس لے کر رہ گئیں۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیں۔

"میں بھی کیا باتیں لے بیٹھی۔ تم کچھ بتا رہی تھیں۔"

"ہوں۔" وہ چونکی۔

"جنید احتشام کے بارے میں۔"

"نہیں۔ کچھ خاص نہیں، اب چلتی ہوں۔" وہ کھڑی ہو گئی۔

"اچھی بات ہے۔ یوں بھی شام گہری ہو رہی ہے اور یہ پھول۔۔۔" انہوں نے ٹیبل پر رکھے پھولوں کی طرف اشارا کیا۔

"آپ کے لیے توڑے تھے۔" وہ مسکرا دی۔

"کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کاش تم میری بیٹی ہوتیں۔"

"آپ کی بیٹی ہی تو ہوں آنٹی۔" رابیل نے جھک کر ان کے گال پر پیار کیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

رانو گل بی بی کے ساتھ اس سے ملنے آئی تھی۔

"تم خوش تو ہو نا رانو۔"

"جی باجی۔" آتشی گلابی کڑھائی والے فراک میں وہ بہت بڑی بڑی اور بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔

"تمہارا میاں خیال تو رکھتا ہے نا۔؟"

"جی بہت۔" وہ شرما رہی تھی۔ کھل کر بات ہی نہیں کرتی تھی۔

"رابیل، رابیل۔" ممی اسے پکار رہی تھیں۔

"تمہارا رزلٹ آ گیا تھا۔"

"اوہ۔" وہ سرپٹ اندر بھاگی۔ پاپا کا فون تھا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"مبارک ہو بیٹا۔ بہت اچھے مارکس آئے ہیں تمہارے۔"

"تھینک گاڈ۔" وہ ممی سے لپٹ گئی۔

"اب کیا ارادے ہیں؟" پاپا پوچھ رہے تھے۔

"سوچوں گی پاپا!"

"سوچنا کیا ہے، میں تو کہتا ہوں اب شادی کر لو آرام سے۔" انہوں نے مشورہ دیا۔

"اس کے بارے میں بھی سوچوں گی۔" رابیل نے ہنس کر ٹال دیا۔ تھوڑی دیر میں ہی باسط کا فون آیا تھا۔

"نام ڈبو دیا اپنے والدین کا۔ اللہ کی بندی کوئی چھوٹی موٹی پوزیشن ہی کھینچ لیتیں۔"

"تمہیں نے کیا کرنا تھا پوزیشن لے کر۔" وہ کھلکھلائی۔

"ہاں تم سدا کی اتنی ہی قناعت پسند ہو۔"

"تم یہ بتاؤ۔ مجھے گفٹ کیا دو گے؟"

"جو تم کہو۔" وہ شرافت سے بولا۔

"اوکے۔ سوچ کے بتاؤں گی۔"

"جب سوچ لو تو فون کر دینا۔"

"اوکے بائے۔"

"اوہ ممی۔" وہ پھر ان سے لپٹ گئی۔ پھر الگ ہو کر بولی۔ "میں آنٹی کو بتا کر آتی ہوں۔"

"چلی جانا۔ جلدی کیا ہے؟"

"ممی! وہ بہت خوش ہوں گی۔ آپ کو نہیں معلوم، وہ مجھ سے کتنا پیار کرتی ہیں۔"

"اچھا جاؤ۔ لیکن جلدی آجانا۔ آج تمہاری خالہ کے ہاں جانا ہے۔"

"مجھے یاد ہے ممی۔ بس یوں گئی اور یوں آئی۔" اس نے چٹکی بجائی۔ اپنی دھن میں مگن گنگناتی ہوئی وہاں تک پہنچی تو سیڑھیوں پر ہی جنید خاں کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی، پھر بے اختیار بولی۔

"آج تو ویک اینڈ نہیں ہے۔"

"تو؟" اس نے استفہامیہ انداز میں رابیل کی جانب دیکھا۔

"آپ صرف ویک اینڈ پر گھر آتے ہیں نا۔"

"تم اسی لیے ویک اینڈ پر نہیں آتیں۔" وہ متبسم لہجے میں پوچھنے لگا۔

"آنٹی ہیں۔؟" رابیل اس کی بات یکسر نظر انداز کر گئی۔

"ہاں، کوئی خاص بات ہے، بہت خوش نظر آرہی ہو۔"

"خوش تو میں ہوں۔"

"وجہ پوچھ سکتا ہوں۔" جنید کی نظروں نے چہرے پر بکھرے خوشی کے رنگ دیکھے اور مسکرا دیا۔

"بالکل پوچھ سکتے ہیں۔"

جنید کچھ لمحے منتظر رہا پھر ہنس دیا۔

"کیا وجہ ہے؟"

"میرا رزلٹ آگیا ہے۔"

"اوہ مبارک ہو۔"

"تھینکس۔ دراصل مجھے کچھ ڈاؤٹ تھا کہ میں ہسٹری میں رہ جاؤں گی۔" وہ اس کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے بتا رہی تھی۔ جنید نے ذرا سا جھک کر ایک سرخ ادھ کھلا گلاب توڑ کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ کچھ متذبذب سی اسے دیکھنے لگی۔

"آئی نو۔ اگر میں نے تمہیں کوئی گفٹ دیا تو تم نہیں لو گی۔"

"اگر میں یہ پھول بھی نہ لوں تو۔"

"میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا۔" وہ کندھے اچکا کر بولا۔

رابیل نے ہاتھ بڑھا کر پھول لے لیا پھر تیز تیز قدموں سے اندر چلی گئی۔ آنٹی کچن میں تھیں۔ وہ ان سے لپٹ گئی۔

بتائیے "آج میں خوش کیوں ہوں۔"

"جنید سے ملاقات ہو گئی۔"

"اوہ کس کا نام لے رہی ہیں آپ۔" وہ بدمزہ ہو گئی۔ "میرا رزلٹ آگیا ہے۔"

"بہت بہت مبارک ہو۔" آنٹی نے اسے پیار کیا۔ "ابھی میں نے بتایا تو ہے ہی نہیں کہ رزلٹ کیا رہا؟"

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"اگر خراب ہوتا تو کیا تم یوں ہنستی مسکراتی میرے پاس آتیں؟" انہوں نے چھیڑا۔

"یہ تو ہے۔"

"کافی بناؤں۔؟"

"نہیں، میں تو جا رہی ہوں۔ ابھی تو تانیہ کو بھی نہیں بتایا۔ پھر آؤں گی مٹھائی لے کر۔"

"اچھا، میرے ساتھ تو آؤ۔" وہ اسے ساتھ لے کر اندر چلی گئیں۔ الماری سے اک بہت خوب صورت لاکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تمہارا گفٹ۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے آنٹی۔"

"بالکل ہے۔"

"ممی ڈانٹیں گی۔" وہ بسوری۔

"بالکل نہیں ڈانٹیں گی۔ اگر تم نے نہ لیا تو میں خفا ہو جاؤں گی۔" انہوں نے چھوٹی سی ڈبیہ میں ڈال کر اسے تھما دیا۔ "اب کچھ مت بولنا۔"

وہ جیسے بے بس ہو گئی۔ باہر نکلی تو جنید بلی کے بچوں کو کھیلتے دیکھ رہا تھا۔ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"یہ مجھے آنٹی نے گفٹ دیا ہے۔" رابیل نے لاکٹ دکھایا۔ وہ خاموش ہی رہا۔ رابیل نے ہاتھ پیچھے کر کے اس کے حد درجہ سنجیدہ انداز کو دیکھا۔

"طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟"

"کبھی کبھی میں سوچتا ہوں رابیل کاش تم مجھے نہ ملی ہوتیں۔" وہ بڑی یاسیت سے بولا تھا۔ رابیل نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"آپ ایسی باتیں مت کیا کریں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

"کون میں؟" اس کی آنکھوں میں نجانے کیا تھا۔ رابیل بری طرح چڑ کر پلٹی تھی۔

"پتا نہیں۔ میں آپ سے بات کیوں کر لیتی ہوں۔"

"مجھے پتا ہے۔" وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"وہ لوگ شادی کی تاریخ مانگ رہے ہیں۔" ممی نے اسے ڈنر پر بتایا تھا۔

"آپ نے ان سے بات نہیں کی۔؟" رابیل نے تعجب سے انہیں دیکھا۔

"ڈائریکٹ بات کرنا اچھا نہیں لگا۔ وہ لڑکا ہو کر ایسی کوئی شرط نہیں رکھ رہا۔ یونہی اِن ڈائریکٹلی کہا تھا کہ شادی سے پہلے تم لوگوں کو ایک بار مل لینا چاہیے۔ وہ بھی مان گئی تھیں مگر......"

"مگر؟"

"اب جنید نے کہہ دیا ہے کہ وہ ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

"بٹ ممی! میں تو محسوس کرتی ہوں نا۔"

"اچھا نہیں لگتا رابیل! کیا سوچیں گے وہ تمہارے بارے میں۔"

"کیا سوچیں گے۔ ممی آپ ایجوکیٹڈ ہو کر ایسی بات کر رہی ہیں۔"

"رابیل! وہ لوگ شادی جلد کرنا چاہ رہے ہیں اور تمہارے پاپا کا بھی خیال ہے کہ۔" وہ ٹیبل چھوڑ گئی تھی۔ ممی پکارتی ہی رہ گئیں۔ شاید وہ جانتی تھی کہ ممی سے بحث نہیں کر سکے گی۔ کی بھی تو ہار جائے گی۔ ممی نے بعد میں بھی اسے بہت پیار سے سمجھایا تھا۔

"میری پوزیشن سمجھنے کی کوشش کرو۔ جانو! ہم لوگ کتنے بھی ایجوکیٹڈ ہو جائیں رہیں گے تو وہی روایتی پٹھان۔ تمہارے پاپا تو غضب اٹھا دیں گے۔ پھر الزام مجھ پر کہ......"

"میں کیا کہہ رہی ہوں ممی۔" وہ بیزاری سی اٹھ بیٹھی۔

"سب کچھ ہم پر چھوڑ دو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا نا۔" انہوں نے رابیل کے بکھرے بال سمیٹے پھر دیر تک اسے نجانے کیا کیا سمجھاتی رہیں۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی تھیں۔ رابیل کبھی ان کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتی تھی۔

"یو نو آنٹی! اس نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔" وہ بہت دل شکستہ تھی۔

تب ہی ممی کے جانے کے بعد آنٹی کو فون کر بیٹھی۔

"میری اس کے نزدیک بس اتنی ہی اہمیت ہے۔"

"اتنا حساس ہونے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا! کچھ لوگوں کا محبتوں کا انداز بہت عجیب ہوتا ہے۔ شاید وہ اپنی ساری فیلنگز بہت سنبھال کر رکھتے ہیں۔ دور سے دیکھو تو لگتا ہے چشمہ بالکل خشک ہے۔ مگر قریب جاؤ تو معلوم ہوتا ہے ان کی ذات پورا سمندر ہے۔"

"آئی ڈونٹ نو۔ میں کیا کروں آنٹی۔؟"

"اگر خود فیصلہ کرنے کی ہمت نہیں تو سب خدا پر چھوڑ دو کہ وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔"

"کیا سوچنے لگیں۔؟" اس کی خاموشی محسوس کر کے وہ پوچھنے لگیں۔

"کچھ نہیں۔" وہ اک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"ڈسٹرب ہو۔ میرے پاس آجاؤ۔"

"کل آؤں گی۔" آج سنڈے تھا۔ جنید کی یقینی موجودگی۔ وہ مزید ڈسٹرب ہو جاتی۔ اس لیے انکار کر دیا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"آنٹی! تانیہ کے فادر واپس آگئے ہیں۔ ہفتے کو باسط اور تانیہ کی انگیجمنٹ ہے شام میں۔ آپ کو بھی انوائیٹ کریں گے اور آپ کو آنا ہوگا۔ کوئی بہانا نہیں چلے گا۔ بلکہ میں خود آپ کو لینے آؤں گی۔ میں نے پرامس جو کیا ہے باسط کے ساتھ۔"

سلاد کے لیے ٹماٹر کاٹتے ہوئے وہ مسلسل بول رہی۔ آنٹی نے اسے غور سے دیکھا پھر رسانیت سے بولی تھیں۔

"تم وہ کہو جو کہنا چاہ رہی ہو۔"

رابیل چپ ہو گئی۔ پھر ٹماٹر سلاد کے پتے ایک طرف کر کے ان کی طرف پلٹی۔

"میری شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔"

"ارے۔" آنٹی نے تعجب سے اسے دیکھا، پھر اس کی ٹھوڑی چھو کر بولیں۔

"اتنی اچھی خبر اتنی رونی صورت بنا کر دی جاتی ہے۔"

"تو کیا کرتی۔؟"

"مٹھائی ساتھ لے کر آتیں۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"شادی سے۔"

رابیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مگر کیوں؟"

"وہ شخص بہت عجیب سا لگتا ہے مجھے۔ اوپر سے باسط کی باتیں۔"

"تم کیا بچپن ہی سے ایسی ہو۔" انہوں نے پیار سے اسے دیکھا۔

"کیسی؟" رابیل نے پلکیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہونے والی۔ حد درجہ حساس۔ کزنز تو ایسی چھیڑ خانیاں کرتے ہی ہیں۔ یوں بھی جو کچھ تم نے بتایا ہے مجھے تو اس میں کوئی خاص برائی نظر نہیں آتی۔ تم بہت اچھی لائف گزارو گی۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کا سر تھپتھپایا۔

"شاید۔"

"شاید نہیں یقیناً"۔ کبھی کبھی بظاہر ہمیں لگتا ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ درحقیقت تقدیر اس کے عقب میں ہمارے لیے بہت سی خوشیاں چھپائے بیٹھی ہوتی ہے اور ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا۔"

"یہ کیسے پتا چلے کہ فیصلہ غلط ہے یا درست۔"

"وقت کرے گا یہ فیصلہ۔"

"تب تک بہت دیر ہو گئی تو۔؟"

آنٹی اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیں۔

"اکلوتے بچوں کی یہ بہت پرابلم ہے۔ والدین کی بے تحاشا محبت یا تو انہیں بہت بہادر بنا دیتی ہے یا بہت بزدل۔"

"آپ کا میرے بارے میں کیا خیال ہے۔؟" وہ خفگی سے گویا ہوئی۔ ظاہر ہے آنٹی نے اسے بزدل ہی تو سمجھا ہوگا۔

"بہادری و بزدلی کا سنگم۔ سمجھ داری و معصومیت کا مرقع ہو تم۔"

"مطلب؟"

"کبھی تو اتنے بڑے بڑے فیصلے یوں چٹکی بجاتے کر

لیتی ہو کہ سب حیران رہ جائیں اور کبھی اتنی سی بات کو لے کر گھنٹوں ڈرتی رہتی ہو۔ تم نے والدین کی بات مان لی۔ بہت سمجھ داری کا ثبوت دیا اور اب اپنے ہی بے معنی سے مفروضوں اور خدشوں سے دہل رہی ہو۔" انہوں نے بڑی خوبی سے اس کی ذات کا تجزیہ کیا۔

"کیا کروں، میں ایسی ہی ہوں۔" رابیل ہتھیلیاں مسلتے ہوئے بولی۔

"بھروسا کرنا سیکھو۔ خود پر بھی اور خدا پر بھی۔" انہوں نے رابیل کا کندھا تھپتھپایا۔ پھر سالن کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"لگتا ہے، آج صرف باتوں سے پیٹ بھرنا ہے ہم نے۔ جاؤ آبشار کی طرف جنید نکلا ہے۔ اسے بلا لاؤ۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔"

آنٹی سالن نکالنے لگی تھیں۔ رابیل آبشار کی طرف آ گئی۔ وہ اک بڑے سے پتھر پر بیٹھا تھا۔ آبشار کا پانی اک شور کے ساتھ نیچے آ رہا تھا اور پتھروں سے ٹکرا کر سفید جھاگ بنا رہا تھا۔ اس کی بوچھاڑ سے اڑتے پانی کے قطرے اس پر پڑ رہے تھے۔ رابیل نے پکارا تو وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر اٹھ کر قریب آ گیا۔ رابیل نے ایک طویل سانس بھر کر ارد گرد دیکھا۔ ست رنگے پھولوں کی چادر سی بچھی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ سبزہ نہیں صرف پھول کھلے ہیں۔ ہر پھول کا رنگ بہت خوبصورت چمک دار تھا۔ نم ہوا خوشبوؤں سے بوجھل تھی۔

"بہت خوب صورت جگہ ہے۔ میں تو اس سے پہلے ادھر آئی ہی نہیں۔ بس وہیں سے یہ موسیقی سنتی تھی۔" رابیل نے اپنے اڑتے بالوں کو سمیٹا۔

"تمہاری شادی ہو رہی ہے؟" وہ سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔" رابیل نے قدرے تعجب سے اسے دیکھا۔

"کب؟"

"ممی! پاپا سوچیں گے۔" رابیل اس کی نگاہوں سے خائف ہو کر بولی تھی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم کچھ نہیں سوچو گی۔"

"کس بارے میں۔" رابیل واقعی کچھ نہیں سمجھی تھی۔

"میرے بارے میں۔" رابیل کا چہرہ اس کی نگاہوں کی تپش سے جلنے لگا تھا۔ تب ہی نظریں چرا کر بولی تھی۔

"میں یہ کہنے آئی تھی۔ آنٹی بلا رہی ہیں۔"

وہ جانے کو پلٹی۔ جنید نے سامنے آکر رستہ بلاک کر دیا تھا۔ ایک پل کو وہ کچھ بول ہی نہ سکی۔

"کیا ہے؟"

"اک البیلی پگڈنڈی ہے۔"

"ہاں۔" رابیل نے سر اٹھا کر تعجب سے اسے دیکھا۔

افتاں خیزاں گرتی پڑتی
ندی کنارے اتری ہے
اک انوکھا پیڑ کھڑا ہے
پیڑ نے رستہ روک لیا ہے
پگڈنڈی حیران کھڑی ہے
جسم چرائے، آنکھ جھکائے
دائیں بائیں دیکھ رہی ہے
جانے کب سے بانہیں کھولے
رستہ روکے پیڑ کھڑا ہے
جانے کب سے جسم چرائے
آنکھ جھکائے، پگڈنڈی حیران کھڑی ہے

رابیل نے سرعت سے نکل جانا چاہا۔ جنید نے اسی تیزی سے کلائی کھینچ کر اسے اپنے سامنے کیا تھا۔

"ایسے کس طرح جا سکتی ہو تم۔"

"میرا ہاتھ چھوڑیں جنید۔" رابیل نے اس کی سرکش گرفت سے اپنی کلائی چھڑانے کی سعی کی۔ وہ ایک دم سے پریشان اور ہراساں نظر آنے لگی تھی۔

"مجھے غور سے دیکھو رابیل! میں ہی وہ پیڑ ہوں جو صدیوں سے تمہارے راستے میں بانہیں کھولے کھڑا

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہے۔ تمہارا منتظر ہے اور تم ہو کہ نظر چرا کے گزر جاتی ہو۔"

"مجھے جانے دیں۔" وہ رو دینے کو تھی۔

"کیوں جانے دوں۔ محبت کرتا ہوں تم سے۔ اس طرح کیسے جانے دوں۔ اور تم' تم بھی تو محبت کرتی ہو مجھ سے۔ پھر یہ منافقت بھری زندگی کیسے گزارو گی۔"

"مجھے آپ سے محبت نہیں ہے۔"

"جھوٹ بول رہی ہو تم۔" وہ چلایا۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔" رابیل رو دی تھی۔

"تم نے خود کہا تھا اگر وہ جنید خان جیسا ہو تو' تو کیا آگے بولو۔ اپنا جملہ پورا کرو۔"

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگی تھی اور اس کا رخ نیچے کی سمت تھا۔ وہ یہاں سے بہت دور بھاگ جانا چاہتی تھی کہ آنسوؤں کی دھند نے سیڑھی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ پہلی سیڑھی سے پھسلی اور اس کے لبوں سے آزاد ہونے والی تیز چیخ نے جنید اور آنٹی دونوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

رابیل کو ہوش آیا تو وہ ہاسپٹل میں تھی۔ اس کی ٹانگ میں فریکچر تھا۔ سر پر بھی شدید چوٹ آئی تھی۔ سب ہی اس کے گرد تھے اور اس کے لیے بہت پریشان بھی' پاپا اور باسط بھی آ گئے تھے۔ پاپا تو اسے اسلام آباد لے جانے کو تیار تھے۔ مگر ڈاکٹر نے کہا بہت زیادہ سیریس فریکچر نہیں ہے' وہ جلدی ہی چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے گی۔

تانیہ بھی آئی تھی۔ نہیں آیا تھا تو جنید خان' جو اس حادثے کا ذمہ دار تھا۔

کم از کم رابیل تو یہی سمجھتی تھی۔

تقریباً" دس دن کے بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا۔ مگر ابھی وہ چل پھر نہیں سکتی تھی۔ کہاں تو وہ ان اونچے نیچے رستوں پر ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی پھرتی تھی اور کہاں چپ چاپ ایک کمرے میں پڑی تھی۔

ماما کا دل اسے دیکھ دیکھ کر کٹتا۔ اس کی چوٹ اتنی تکلیف دہ نہیں تھی۔ جتنی اس کی چپ تھی۔ نہ کسی سے بات کرتی' نہ کسی سے ملتی۔ وادی سے کتنے لوگ اس کے حادثے کی خبر سن کر عیادت کرنے آئے تھے۔ اس نے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ رانو سے بھی۔ ماما حیران تھیں اسے اتنے لوگ کیسے جانتے ہیں۔

"رابیل بیٹا! دیکھو تو آپ سے ملنے کون آیا ہے۔" وہ جو آنکھیں موندے پڑی تھی۔ چونک کر دیکھنے لگی۔

"آنٹی!"

"میری بیٹی۔" انہوں نے ساتھ لگا کر پیار کیا۔ ہسپتال میں وہ کئی بار اس سے ملنے آ چکی تھیں لیکن گھر پہلی دفعہ آئی تھیں۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟" وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے قریب بیٹھ گئیں۔

"اب تو ٹھیک ہوں۔" رابیل آہستگی سے بولی۔

"بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ایک تو اتنی خاموش رہتی ہے کہ مجھے یونہی ہول اٹھنے لگتے ہیں اور کچھ کھاتی پیتی بھی نہیں ہے۔ رنگت دیکھیں کتنی پیلی پڑ گئی ہے۔" ممی خالص مادرانہ انداز میں بول رہی تھیں۔ آنٹی خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں۔ وہ نظریں چرا کر کھلے دریچے سے باہر جھانکنے لگی۔

"میں آپ کے لیے چائے بنواتی ہوں۔" ممی باہر نکل گئی تھیں۔

"کیا سوچتی رہتی ہو رابیل۔؟" آنٹی نے اس کے بال سمیٹے۔

"کچھ بھی نہیں۔" پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھری۔

"میں جانتی ہوں۔ وہ آنا چاہتا تھا۔ مگر بہت شرمندہ ہے۔" رابیل بس انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"بعض اوقات ہماری ذرا سی بھول' ذرا سی غلط فہمی و جلد بازی کوئی نہ کوئی نقصان کر دیتی ہے۔" آنٹی تاسف سے کہہ رہی تھیں۔ "مگر وہ آئے گا۔ تمہارے پاس معذرت کرے گا۔"

"آنٹی! میری ایک بات مانیں گی آپ۔" رابیل

نے ملتجی انداز میں انہیں دیکھا۔

"کہو۔"

"اس سے کہیے گا مت آئے۔"

"کیوں؟"

"مجھے ادھورے جملے پورے کرنے نہیں آتے۔" وہ مضمحل سا مسکرائی۔

"مگر......" آنٹی نے کچھ کہنا چاہا۔ تب ہی ممی گل بی بی کے ساتھ چائے لے آئیں۔ تو وہ خاموش ہو گئیں۔

"تم چائے لو گی رابیل؟" ممی نے مگ آنٹی کو تھما کر اس سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"کچھ کھا لو۔ پھر دوا بھی لینی ہے۔"

"ممی! ابھی نہیں ٹھہر کر لوں گی۔" وہ بے زاری سے ٹال گئی۔ آنٹی نے اشارے سے منع کیا تھا۔ ممی خاموش ہو گئیں اور جب تک آنٹی نے چائے ختم کی۔ اس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

"میں اب چلتی ہوں۔ اچھا رابیل بیٹا! پھر کسی دن آؤں گی اور تم جلدی سے اچھی ہو جاؤ۔ اس طرح منہ بنائے بستر پر بیٹھی ذرا اچھی نہیں لگ رہیں۔"

آنٹی کے پیار بھرے لہجے پر وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"گلی اور ڈی کیسے ہیں؟"

"بالکل ٹھیک۔ مگر بہت اداس۔ رابیل! تمہیں ایک بات بتاؤں۔" وہ ذرا سا اس کی طرف جھکیں رابیل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں بلیوں سے الرجک ہوں۔"

"واٹ۔" رابیل نے تعجب سے انہیں دیکھا۔

"ہاں' میں بلی کو کہیں قریب بولتے ہی سن لوں تو مجھے ٹینشن ہونے لگتی تھی۔" وہ ہنستے ہوئے بتا رہی تھیں۔

"اور آپ یہ ٹینشن اتنے دنوں سے برداشت کر رہی ہیں۔ آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔" وہ متحیر سی پوچھ رہی تھی۔

"تم اتنے پیار سے میرے لیے لائی تھیں اور وہ گلی' ڈی اتنے کیوٹ ہیں کہ اب انہیں دیکھ کر مجھے کوئی ٹینشن نہیں ہوتی۔"

"اوہ آنٹی! اب کیا کہوں میں آپ سے۔" بہت دنوں بعد وہ کھل کر ہنسی تھی۔

"کچھ مت کہو۔ بس جلدی سے اچھی ہو جاؤ۔" انہوں نے پیار سے اس کے گال تھپتھپائے۔ ممی انہیں سی آف کرنے باہر تک چلی گئیں۔

"اوہ مائی گاڈ! آنٹی نے انہیں کس طرح برداشت کیا ہو گا۔"

رابیل سوچ سوچ کر مسکرا رہی تھی۔

"مجھے آج جانا ہو گا۔ لیکن ویک اینڈ پر اپنی بیٹی سے ملنے ضرور آؤں گا۔"

پاپا کے آفس سے فون آیا تھا اور وہ گویا مجبوراً" جانے کو تیار ہوئے تھے۔

"آپ جائیے پاپا! اب تو میں کافی ٹھیک ہوں۔" رابیل آہستگی سے گویا ہوئی۔

"ہم اپنی بیٹی کو بالکل ٹھیک دیکھنا چاہتے ہیں۔"

سب لوگ اس کے لیے اپنا اپنا کام چھوڑ بیٹھے تھے۔ رابیل کو اچھا نہیں لگتا تھا۔ ماما بھی سارا دن اسی کے ساتھ لگی رہتیں۔ باسط اور تانیہ بھی ہمہ وقت اسے باتوں میں لگانے کی کوشش کرتے۔ پھر اس کی بے زاری دیکھ کر ہٹ جاتے۔ پاپا کو اچانک جانا پڑا۔ تو ایک دن اس نے ماما سے بھی پوچھ لیا۔

"آپ ہسپتال کیوں نہیں جا رہیں ماما؟"

"تمہیں چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہوں جانو۔"

"میں ایک مہینہ مزید ٹھیک نہ ہوئی تو آپ مہینہ بھر نہیں جائیں گی۔" رابیل نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ میری بیٹی سے زیادہ تو نہیں یہ سب۔" وہ پیار بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"دیٹس ناٹ فیئر مام! ہسپتال میں کتنے مریض ہیں جنہیں آپ کی ضرورت ہے اور آپ ان سب کو فقط میری وجہ سے اگنور کر رہی ہیں۔"

"تمہیں اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہوں۔"

"آپ صرف ماں نہیں ایک ڈاکٹر بھی ہیں ممی! اور

"بہت سے لوگوں کو آپ کی ضرورت مجھ سے زیادہ ہے اور تنہا نہیں ہوں میں۔ سب لوگ تو میرے پاس ہوتے ہیں۔" وہ رسانیت سے بولی۔

"مگر......"

"مگر کچھ نہیں ممی! آپ صبح سے ہسپتال ضرور جائیں گی۔" وہ قطعی لہجے میں بولی تھی۔ ممی مسکرا دیں۔

"او کے۔"

اگلے دن سے وہ ہسپتال جانے لگی تھیں۔ مگر دو دو بار فون کر کے اس کی خیریت معلوم کرتی تھیں۔ پھر ایک دن انہوں نے بتایا تھا۔

"آج جنید کا فون آیا تھا۔"

رابیل کو ایک لمحے کو سوچنا پڑا کہ وہ کس جنید کی بات کر رہی ہیں۔ پھر سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"جنید احتشام کا؟"

"ہاں......"

"کیا کہہ رہے تھے؟" رابیل نے نارمل سے انداز میں پوچھا۔

"تمہاری خیریت دریافت کر رہا تھا۔ بات کرنا چاہتا تھا تم سے۔ مگر تم سو رہی تھیں۔"

"اچھا ہوا۔" وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔ ممی بس اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

"کبھی کبھی اپنی ہی فیلنگز کو سمجھنا کس قدر دشوار ہو جاتا ہے۔" کتاب بند کر کے اس نے اپنی نظریں بند کتاب پر جما دیں۔

"یہ دل کوئی ایسی ہی بند کتاب لگتا ہے۔ جس کی تحریر میں خود بھی نہیں پڑھ پا رہی۔"

دروازہ اک آواز کے ساتھ کھلا تھا۔ وہ بری طرح چونک گئی۔ باسط ٹی وی اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"یہ کیا ہے؟" رابیل نے حیرت سے پوچھا۔

"ٹی وی۔" بڑی معصومیت سے بتایا۔

"یہاں کیا کر رہا ہے۔" رابیل نے گھورا۔

"تمہارے سامنے ہے، خود ہی پوچھ لو۔" اس نے خالی پڑے ٹیبل پر ٹی وی رکھا۔ پھر پلٹ کر پوچھنے لگا۔

"یہاں ٹھیک ہے۔"

"تم اسے یہاں کیوں لائے ہو۔"

"ہاں، یہ معقول سوال ہے۔" وہ اس کے پاس آیا، پھر انگلی اس کے چہرے کے گرد گھما کر بولا۔ "یہ جو تم سڑی ہوئی شکل کے ساتھ سارا دن ان دیواروں کو گھورتی رہتی ہو۔ اس سے زیادہ بہتر ہے تم ٹی وی دیکھ لو۔"

"مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے باسط۔"

"ضرورت تو تمہیں اب کسی کی بھی نہیں رہی۔ ہماری بھی نہیں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔"

"ایسی ہی بات ہے۔" وہ زور دے کر بولا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کیجیے
ہم نے کچھ کہا تو شکایت ہو گی

"میں نے کیا کہا ہے تم یونہی الزام دھر رہے ہو۔"

"دشمن تو تم میری اول نمبر کی تھیں۔ کبھی کوئی خوشی برداشت ہوئی ہے تم سے میری۔" وہ گویا دھاڑا تھا۔

"کیا بکواس ہے باسط۔" رابیل چڑ گئی۔

"میری اتنی مشکلوں سے ہوتی ہوئی منگنی میں تم نے اپنی ٹانگ اڑا دی۔" غصے سے بولا تھا۔

"تو تم کروالو۔"

"ہاں تمہارے بغیر تو جیسے میں کروا ہی لوں گا......" وہ چڑ کر بولا۔ رابیل سر جھٹک کر خاموش ہو گئی۔

"اور یہ تو بتاؤ۔ تم نے لوگوں سے ملنا کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ کیا وزیر اعظم سمجھنے لگی ہو خود کو۔ سب کو باہر سے لوٹائے جا رہی ہو۔"

"مجھے کسی سے نہیں ملنا۔"

"کیوں؟"

"مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں......" وہ چیخ اٹھی۔

"بہت خوب!" باسط نے استہزائیہ انداز میں اسے دیکھا۔ "جب تم ان کے پاس ہمدردیوں کے بورے بھر بھر لے جاتی تھیں تو کیا انہوں نے بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔"

"باسط گیٹ لاسٹ......" وہ چیخ پڑی۔

"گیٹ لاسٹ ہونے سے قبل ایک بات کہنا چاہتا ہوں تم سے......" وہ ایکدم سنجیدہ ہوا۔

"کہو......" رابیل بیزار تھی۔

"جنید احتشام کا فون آیا تھا۔"

"آئی نو......" ہنوز وہی لہجہ تھا۔ بیزار اور اکتایا ہوا۔

"دوبارہ آیا تھا۔"

"تو میں کیا کروں؟"

"وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

رابیل نے حیرت سے اسے دیکھا اور تیکھے انداز میں کہا۔

"کیوں......؟"

"عیادت کرنا چاہتا ہے تمہاری......"

"اب اس کا فون آئے تو اس سے کہہ دینا۔ رابیل مراد کو اس سے نہیں ملنا کیونکہ رابیل کو اس کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ یہاں آیا بھی تو میں اس سے ملنے سے انکار کر دوں گی۔ ڈو یو انڈر اسٹینڈ۔" اس کا لہجہ صاف اور سخت تھا۔

"مگر تم یہ سب کیوں کر رہی ہو۔ تمہاری اپنی بھی تو خواہش تھی کہ تم اس سے ملو۔" وہ واقعی حیران تھا۔

"جب میری خواہش تھی۔ تب اس نے انکار کر دیا تھا۔ اب اس کی خواہش ہے تو میں انکار کر رہی ہوں۔ سمپل۔"

"مگر کیوں؟......"

"اس لیے باسط! کہ وہ میری عیادت کو نہیں آرہا وہ یہ دیکھنے آرہا ہے کہ جس خوبصورت شوپیس کو اس نے اپنے خوبصورت گھر میں سجانے کے لیے پسند کیا تھا۔ اس میں کوئی کمی تو نہیں آگئی۔" وہ زہر خند لہجے میں بولی۔ باسط اسے متحیر سا دیکھے گیا پھر بمشکل بولا تھا۔

"تم اسے مس جج کر رہی ہو رابیل۔"

"کیوں۔ تم نے اس کی ڈھیر ساری خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی نہیں بتائی تھی کہ اسے خوبصورت اور قیمتی چیزیں جمع کرنے کا بہت شوق ہے۔"

"وہ جیسا بھی ہے مجھے اس سے کچھ مطلب نہیں اور تم اب جاؤ یہاں سے۔" رابیل رکھائی سے بولی تھی۔ باسط کچھ لمحے لب بھینچے اسے دیکھے گیا۔ پھر تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔

جب بھی دیکھا ہے اسے دل نے یہ محسوس کیا
جیسے میرے سحر و شام کا محور ہے یہی
میرے تخیل کے آزر نے تراشا ہے جسے
میرے خوابوں کا وہ بے نام سا پیکر ہے یہی
کوئی خلوت ہو......

دروازہ دھیرے سے ناک ہوا تھا۔ وہ نظروں کا زاویہ بدل کر ادھ کھلے دروازے کو دیکھنے لگی۔ اندر آتے شخص کو اس کی نگاہوں نے پل بھر کو دیکھا اور پھر جیسے دروازے پر جم گئیں۔

"مجھے کچھ کہنا ہے۔" وہ اس کے قریب آکر رکا۔

"میں سن رہی ہوں......" رابیل کی نگاہیں اپنے ہاتھوں پر جم گئیں۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں......" وہ متذبذب تھا۔

"رابیل! میں...... میں جنید احتشام ہوں۔"

کوئی تمہید نہ تھی۔ مگر انکشاف ایسا تھا کہ وہ ساکت رہ گئی۔ ایک جھٹکے سے سر بھی نہ اٹھا سکی۔ کئی ساکت لمحوں کے بعد اس نے بدقت اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ہم میں سے کسی کو نہیں معلوم تھا کہ یہ مذاق......"

"مذاق......" رابیل نے بے خیالی میں خود کلامی کی۔

وہ تھکے تھکے انداز میں اس کے سامنے بیٹھ گیا اور دھیرے دھیرے بتانے لگا۔

جب وہ شادی نہیں کرنا چاہتا تھا، مگر اس کی ...... منگنی ہو گئی۔ رابیل مراد کے ساتھ پھر رابیل کے ساتھ اس کی پہلی ملاقات، وہ پہچان گیا تھا۔ اس کی تصویر جو دیکھی تھی۔ پہلی نظر کی محبت کیا ہوتی ہے، وہ جان گیا تھا۔ اک ذرا سی شرارت۔ جس میں دھیرے دھیرے سب انوالو ہو گئے۔ تانیہ کی برتھ ڈے پر

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ملاقات' ایک پلاننگ۔ وہ اسے اپنی بڑی ماما سے ملوانا چاہتا تھا۔ رابیل خود ہی وہاں پہنچ گئی۔ ماما کن مشکلوں سے اس کھیل کا حصہ بنیں۔ پھر دھیرے دھیرے واقعات خود بخود بنتے رہے۔ پھر وہ حادثہ۔۔۔۔" رابیل ششدر سی سنتی رہی۔ چپ' گم صم اور ساکت۔

"آئی ایم ساری رابیل! میں تمہیں دکھ نہیں دینا چاہتا تھا۔ میں تمہیں کوئی تکلیف دے ہی نہیں سکتا تھا کہ یہاں کہیں دل بن کر دھڑکنے لگی ہو تم۔ مگر نادانستگی میں تمہیں تکلیف دے بیٹھا۔ آئی ایکسٹریملی ساری رابی۔"

وہ اب بھی چپ تھی۔

"کیا تم مجھے معاف نہیں کرو گی؟"

وہ ساکت تھی۔

"تمہارا مجرم ہوں' کوئی بھی سزا دو؟"

اس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ چھوا۔ رابیل نے آہستگی سے ہاتھ کھینچ لیا۔

وہ کھڑا ہو گیا۔

"قصوروار میں تنہا نہیں ہوں رابیل! مگر سزا میں تنہا بھگتوں گا۔ اس یقین کے ساتھ کہ کبھی تو وہ ادھورا جملہ پورا ہو گا جو میری زیست کا عنوان بن گیا تھا۔"

وہ پلٹ گیا۔ رابیل نے سر اٹھایا۔ اور متذبذب سی اسے دیکھنے گئی۔ پھر بے اختیار پکارا تھا۔

"جنید۔۔۔!" جنید رک کر پلٹا اور منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"جنید! آپ نے یہ ڈراما اس لیے کیا نا کہ آپ یہ دیکھ سکیں میں کتنی اسٹرونگ ہوں۔"

"مطلب۔۔۔؟"

"آپ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ رابیل مراد اپنے فیانسی کے ہوتے ہوئے کسی اور میں انوالو تو نہیں ہو جاتی۔"

"رابیل۔۔۔!" جنید کی نگاہوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"گر میں جنید خان کے ساتھ انوالو ہو جاتی تو آپ کیا کرتے۔۔۔ ہاں۔۔۔ چھوڑ کر چلے جاتے کیونکہ آپ کو تو ایک ایسی ساتھی کی ضرورت تھی جو ہر لحاظ سے مکمل ہوتی۔"

"رابیل پلیز جسٹ شٹ اپ۔۔۔" وہ سر تھام کر بولا کہ اس کا ذرا سا مذاق کوئی اور رنگ اختیار کر گیا تھا۔ "ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ بلیو می ایسا کس طرح۔۔۔"

"آپ چلے جائیں یہاں سے' مجھے آپ کی جھوٹی کہانیاں نہیں سننی۔ فار گاڈ سیک آپ چلے جائیں یہاں سے اور ادھر کبھی مت آیئے گا۔" وہ چیخ چیخ کر رونے لگی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" ممی بھاگتی ہوئی آئیں۔ جنید تیزی سے باہر نکل گیا۔ ممی روتی سسکتی رابیل کو سنبھالنے لگی تھیں۔

سب اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے۔ مگر وہ سب سے خفا تھی۔

باسط نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا۔

"چوٹ اس کی ٹانگ سے زیادہ سر پر آئی ہے۔"

جنید تو جیسے غائب ہو گیا تھا۔ اس کے لیے تو سوچنا ہی محال تھا کہ وہ اسے اتنا غلط سمجھ سکتی تھی۔

"تم نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا' وہ اس کا مستحق نہیں تھا۔" آنٹی نے کتنے افسوس کے ساتھ کہا تھا۔ وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

بہت سے دن گزر گئے۔ اس کی ٹانگ ٹھیک ہو گئی تھی۔ تب بھی وہ باہر نہیں نکلتی تھی۔ یونہی گھر میں بند رہتی۔ بہت ہوا تو لان میں آ کر بیٹھ جاتی۔ باسط اور تانیہ کی منگنی پر وہ گویا جرا" گئی تھی۔

"وہ آئیڈیا تو ہم سب کا تھا' ہم سب اس میں برابر کے شریک تھے۔ تم نے سزا دی تو صرف اس کو' تمہیں تو انصاف کرنا بھی نہیں آتا۔" باسط بڑے طنز کے ساتھ کہتا تھا۔ تو اک آواز سی اس کے گرد پھیل جاتی۔

"قصوروار میں تنہا نہیں ہوں رابیل! مگر سزا میں تنہا بھگتوں گا۔ اس یقین کے ساتھ کہ کبھی تو وہ ادھورا جملہ پورا ہو گا۔ جو میری زیست کا عنوان بن گیا تھا۔"

"محبت سے منہ موڑنے والے تنہا رہ جاتے ہیں۔ اور محبت کو خفا کرنے والے۔۔۔" تانیہ دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ کر اسے دیکھنے لگتی۔

"تم اپنے ہی گڑھے ہوئے بے معنی مفروضوں اور خدشوں سے دہل رہی ہو۔"

آنٹی نے ایک بار کہا تھا۔ آج پھر وہ اپنے ہی بے معنی خدشے کے زہر سے نیلو نیل ہو رہی تھی۔

"اعتماد کرنا سیکھو' خود پر بھی اور خدا پر بھی۔"

ہر گزرتے وقت کے ساتھ اسے لگتا' وہ ہی غلط تھی۔ سب لوگ کتنی عجیب اور ترحم بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔ وہ اندر ہی اندر ہارنے لگی تھی۔ مگر کوئی فیصلہ تھا کہ ہو تا ہی نہ تھا۔

"رابیل بی بی! یہ آپ سے ملنے آیا ہے۔"

عبدل کی آواز پر لان میں بیٹھی رابیل نے آنکھیں کھولیں۔

"او گل۔"

"یہ ہمارے صاحب نے بھیجا ہے۔"

اس نے خوبصورت سا بوکے اور کارڈ اس کی طرف بڑھایا۔

کتنی خواہش تھی اس کی' کبھی وہ کوئی کارڈ کوئی گفٹ بھیجے۔

وہ کچھ لمحے دیکھتی رہی۔ پھر آہستگی سے تھام لیے۔

"ٹھیک ہے گل ریز! تم جاؤ۔"

وہ سلام کر کے چلا گیا۔ رابیل کی انگلیوں نے دھیرے سے پھولوں کی نرمی کو محسوس کیا۔ ان کی خوشبو نے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

اس نے اک طویل سانس لے کر کارڈ کھولا۔

"اک ذرا سی رنجش سے

شک کی زرد ٹہنی پر

پھول بد گمانی کے

اس طرح سے کھلتے ہیں

زندگی سے پیارے بھی اجنبی سے لگتے ہیں۔۔۔"

اس کی گم صم نگاہیں لفظوں پر پھسل رہی تھیں۔ اندر کہیں بد گمانی کا جال دھیرے دھیرے کٹنے لگا تھا۔ اک بے چینی سی رگ و پے میں اتر آئی تھی۔ پھول میز پر رکھ کر وہ کھڑی ہو گئی۔ دل یقین و بے یقینی کے بھنور میں ڈوب ابھر رہا تھا۔ اس کا دل آج بھی اک ایسی بند کتاب کی طرح تھا جس کی تحریر وہ خود بھی نہ پڑھ سکتی تھی۔

وہ اضطراری انداز میں اٹھ کر باہر نکل آئی۔

"اگر خود فیصلہ کرنے کی ہمت نہیں۔ تو سب خدا پر چھوڑ دو کہ وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔"

اس کے قدم خود بخود اسی رستے کی طرف بڑھ گئے۔

"رابیل۔۔۔!" آنٹی نے بڑھ کر اسے تھام لیا۔

"جنید کہاں ہیں۔۔۔؟" اس نے آہستگی سے پوچھا۔

"آبشار کے پاس۔ جاؤ۔"

سارا منظر وہی تھا گرتا پانی' نم ہوا' پھولوں کی خوشبو' وہ بھی وہیں تھا۔ رابیل متذبذب سی اسے دیکھنے لگی۔ جنید نے ایک دم پلٹ کر دیکھا' پھر کھڑا ہو گیا۔

"رابیل۔۔۔!"

وہ آہستگی سے چلتی اس کے قریب آ گئی۔ کچھ لمحے اس کی شرٹ کے بٹن کو گھورتی رہی۔ پھر آہستگی سے گویا ہوئی۔

"مجھے ادھورے جملے پورے کرنے نہیں آتے۔"

"میں اصرار نہیں کروں گا۔" اس نے قدم بڑھا دیے۔

"جنید۔۔۔" رابیل نے بے اختیار پکارا۔ وہ رک گیا۔

"مجھے وہ نظم سنائیں گے۔"

جنید نے رخ موڑ کر اسے حیرت سے دیکھا۔

"کون سی۔۔۔؟"

"اک البیلی پگڈنڈی ہے۔۔۔" وہ اس کے سامنے آ گئی۔

جنید نے بے یقینی سے اسے دیکھا پھر بھرپور انداز میں مسکرایا تھا۔

"کیوں نہیں۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر پتھر پر بیٹھ گیا۔ رابیل نے دور پہاڑوں پر پگھلتی برف کو دیکھا۔ پھر اس کی نگاہیں پگڈنڈی کا رستہ روکے پیڑ پر جم گئیں تو محبت لبوں پر مسکراہٹ بن کر کھل اٹھی۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com